﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿.....عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 21 | جمعۃ المبارک 18؍جولائی 2014ء | 19؍رمضان 1435 ہجری قمری ❁ 18؍وفا 1393 ہجری شمسی | شمارہ 29

رحمت اور مغفرت کا مہینہ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے۔ جس کا وسط مغفرت الٰہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔ جو حُسن ظنّی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صُحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ان کا ایمان اُن کو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے۔

مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآنِ شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

”میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہلِ حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے وہ دُور سے اُس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سُونگھتا ہے اور اُسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جس کی فطرت میں سلامت رَوی نہیں ہے اور جو مُردہ طبیعت کے ہیں اُن کو میری باتیں سُودمند نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ابتلاء میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ اُن کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اُٹھائیں گے؟ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اُٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسرہ کر اس دُنیا سے اُٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔ جو حُسن ظنّی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صُحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ان کا ایمان اُن کو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کے لیے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدِّنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبّر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی۔

یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پُر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لیے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔ مَیں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لیے ایک درد رکھتے ہیں اور اس کی عزت اور وقعت اُن کے دلوں میں ہے وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس زمانہ سے بڑھ کر اسلام پر گزرا ہے جس میں اس قدر سبّ و شتم اور توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی ہو اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو؟ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت مَیں اس درد سے بے قرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حسِ بھی باقی نہ رہی کہ اس بے عزّتی کو محسوس کر لیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سبّ و شتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا اور ان مخالفینِ اسلام کے منہ بند کر کے آپؐ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا جب کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجتے ہیں تو اس توہین کے وقت اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی صورت میں کیا ہے۔

مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآنِ شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

اِس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 8 تا 9۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر یوم خلافت کی مناسبت سے عربی زبان میں سہ روزہ خصوصی نشریات۔

27 مئی کے روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفس نفیس اس پروگرام میں شمولیت اور خلافت کے حوالہ سے بصیرت افروز پیغام۔

عرب احمدیوں کے اس پروگرام پر محبت بھرے جذبات اور پاکیزہ تاثرات

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسلم ٹیلی وژن احمدیہ پر یومِ خلافت کی مناسبت سے عربی زبان میں ایک سپیشل لائیو پروگرام پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کا عنوان ''یـــوم الـخـلافـة'' تھا جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے لندن سٹوڈیوز سے براہِ راست 25 تا 27 مئی 2014ء نشر ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذلک۔

سیدنا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جن احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی ان میں محترم محمد شریف عودہ صاحب، محترم فلاح الدین عودہ صاحب، محترم تمیم ابو دقہ صاحب اور محترم محمد طاہر ندیم صاحب شامل ہیں۔

پروگرام کی تشہیر کے لئے سیاہ بیک گراؤنڈ پر سفید رنگ میں لکھا گیا تھا ''الـخـلافـة۔۔قـامت'' یعنی خلافت کا قیام ہو چکا ہے۔ اور اس پر عربی ویب سائٹ کا ایڈریس دیا گیا تھا۔ یہ اعلان بڑے پیمانے پر پھیلایا گیا اور احمدیوں نے سوشل میڈیا کے مختلف پروگراموں میں اسے اپنی پروفائل پکچر کے طور پر لگا لیا۔ علاوہ ازیں ای میلز کے ذریعہ بھی اور فیس بک (Facebook) پر الحوار المباشر کے اکاؤنٹ سے بھی اس کو پھیلایا گیا۔

اس پروگرام کا دورانیہ دو گھنٹے روزانہ کے حساب سے تھا۔ جس میں پہلے دو روز وقفہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل دو قصیدے پیش کئے گئے:

1) یاقلبی اذکر احمدا

2) دموعی تفیض بذکر فتن أنظر

اس پروگرام میں خلافت کی تعریف، اہمیت، ضرورت، امتِ مسلمہ میں خلافت کے قیام کا وعدہ اور اس کے پورا ہونے کا بیان جیسے اہم مسائل پر گفتگو کی گئی۔

اس موقع پر مختلف طبقہ ہائے فکر اور مختلف فرقوں کے علماء کے خلافت کی ضرورت اور اس کے قیام کے بارہ میں تحریرات اور ویڈیو کلپس (video clips) پیش کئے گئے اور خلافت کے قیام کے بارہ میں ان کی غلط فہمیوں کی نشاندہی کر کے صحیح اسلامی تعلیم پیش کی گئی۔ اس کے بعد خلافت راشدہ ثانیہ کے قیام اور خلفائے احمدیت اور ان کے عہد مبارک میں جماعت کی ترقیات کے بارہ میں مختصر ڈاکومنٹریز پیش کی گئیں۔ نیز خلافت کی برکات اور کارناموں کے بارہ میں شرکائے پروگرام نے بھی مفصل گفتگو کی۔

پروگرام کی لائیو نشریات کے دوران تینوں دن کثرت سے عرب دوستوں کی کالز موصول ہوئیں جن میں سے وقت کی رعایت کے پیشِ نظر کچھ کالز پروگرام میں شامل کی جاسکیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی پروگرام میں تشریف آوری

پروگرام کے تیسرے روز خلافت خامسہ کے عہد مبارک میں کل عالم میں تبلیغ اسلام اور غیر معمولی ترقیات اور کارناموں کے بارہ میں بات کی گئی۔ اس سیاق میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی استجابت دعا کے دو غیر معمولی واقعات پیش کئے گئے۔ ایک واقعہ ایک امریکن یہودی ڈاکٹر Martin Offenberger کی بہو کا تھا جسے Sclerosis کا مرض لاحق تھا اور حضور انور کی دعا سے بفضلہٖ تعالیٰ وہ مکمل شفایاب ہوگئی۔ جبکہ دوسرا واقعہ فجی کے قریب واقع جزیرہ ٹونگا میں زلزلہ کی بناء پر سونامی کی وارننگ کا تھا۔ حضور انور اس وقت فجی میں تھے اور آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ وہ سونامی بالکل ختم ہوگئی حالانکہ اس کے بارہ میں کہا جارہا تھا کہ یہ فجی اور نیوزی لینڈ میں غیر معمولی تباہی مچائے گی۔

پروگرام کی رونق کو اس وقت چار چاند لگ گئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفسِ نفیس اس میں تشریف لا کر برکت بخشی اور عرب دنیا میں پھیلے ہوئے دید کے ترسوں کی پیاس بجھائی، اور اردو زبان میں روح پرور، بصیرت افروز اور تاریخ ساز پیغام عطا فرمایا جس کا ساتھ ساتھ عربی ترجمہ ہوتا رہا۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ولولہ انگیز پیغام کے مکمل متن کے لئے الفضل انٹرنیشنل شمارہ 20 جون 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔)

جس کے بعد مندرجہ ذیل سات عرب احمدیوں نے مختلف ممالک سے فون کر کے پیارے آقا کے ساتھ بات کرنے اور خلافت کے بارہ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا: مکرم اسحاق صوفان قدومی صاحب، مکرم حسن عابدین صاحب، مکرم سعدون صاحب، مکرم محمد شلبی صاحب، مکرمہ حسونہ صاحبہ، مکرم ہشام الفقی صاحب، مکرم نبیل عساف صاحب۔

اس موقع پر مکرم نبیل عساف صاحب نے پیارے آقا کی مدح میں اپنا قصیدہ بھی پیش کیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: اے امیر المومنین! آپ جماعتِ مومنین کے لئے حبل الورید کی مانند ہیں۔ خلیفہ وقت کے بغیر جماعت کی روحانی حیات اور ترقی ناممکن ہے۔ آپ سفیرِ امن وامان ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کو آپ کا وجود مبارک ہو۔ آپ مظلوموں اور کمزوروں کے حقوق کا دفاع کرنے والے ہیں۔

قصیدہ کے آخر میں انہوں نے خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرنے اور عہد بیعت نبھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خود اس عہد کو نبھانے کے عزم کا اظہار کیا۔

عربوں کے جذبات اور مبارکبادیں

حضور انور کی پروگرام میں تشریف آوری اور خطاب کا عربوں پر غیر معمولی اثر ہوا۔ اکثر احباب جماعت نے لکھا کہ خوشی سے ان کے آنسو جاری ہوگئے۔ ان عرب احمدیوں کے جذبات پر مبنی متعدد خطوط و پیغامات میں سے بعض کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مکرم عصام الخامسی صاحب نے لکھا: سیدی! آج آپ نے ایک دفعہ پھر اپنے پرنور چہرہ مبارک کے ساتھ یوم خلافت کے موقع پر کرم نوازی فرمائی اور ہمیں عزت وشرف سے نوازا۔ ایک عربی ہونے کے ناطے میرے لئے یہ بہت بڑے شرف کی بات ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم عربوں کی تعداد بہت کم ہے پھر بھی ایک مہربان باپ کی طرح پیارے آقا نے اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ ہمارے لئے مختص فرمایا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم زیاد فارس خباز صاحب نے لکھا: پیارے آقا جب سٹوڈیو میں تشریف لائے تو ٹی وی کے ذریعہ ہر احمدی کے گھر میں رونق افروز ہوگئے۔ یوں ہمارے گھر بھی بابرکت ہوگئے اور تمام نیک ارواح بھی برکتیں پاگئیں۔ حضور انور کا تشریف لانا ہم سب کو مبارک ہو۔

سیدی حضور انور کو پروگرام میں دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور پیارے آقا کے جلال اور قوتِ کلمات سن کر دل گداز ہوگیا۔ افسوس ہے اس شخص پر کہ جو حضور انور کی حجت وبرہان کو سن کر بھی فتنہ پرداز مدعی سے کنارہ کش نہ ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر خلافت کی نعمت کو قائم ودائم رکھے اور ہماری اولاد کو بھی خلافت کا محبّ اور مطیع وفرمانبردار بنائے۔ آمین۔

مکرم عبد اللہ محمد طامش صاحب نے لکھا: سیدی حضور انور اور تمام افراد جماعت کی خدمت میں یوم خلافت کے موقع پر مبارکباد عرض ہے۔

یوم خلافت کے پروگرام میں حضور انور کی تشریف آوری نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضور انور کے عربوں سے خطاب اور حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کو قبول کرنے کی دعوت نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ میری والدہ صاحبہ بھی یہ پروگرام دیکھ رہی تھیں انہوں نے مجھے کہا ہے کہ حضور انور کی خدمت میں انکی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست عرض کروں۔ پیارے آقا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اہلیہ، والد اور دیگر اہل خاندان کو بھی نظام خلافت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم اشرف سقلاوی صاحب اور ان کی اہلیہ نے لکھا: یوم خلافت کے موقع پر مبارکباد عرض ہے۔ ہمارے لئے یہ ایسا عظیم دن ہے جس میں ہم ہر سال خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ خلافت راشدہ اور اس جماعت پر نازل ہونے والی برکات کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم ان دنوں میں بھی اور ہر روز ان برکات کو محسوس کرتے ہیں۔ ان برکات میں سے سب سے بڑی برکت حضور انور کا ہمارے درمیان موجود ہونا ہے۔ ہم حضور انور کے دیدار سے اپنی آنکھیں روشن کرتے ہیں اور پیارے آقا کے کلمات سن کر ہمارے کان بھی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہم اس وقت حضور انور کو ایم ٹی اے العربیہ پر یوم خلافت کے موقع پر نشر ہونے والے پروگرام میں خطاب فرماتے ہوئے سن رہے ہیں اور پیارے آقا کی خدمت میں یہ خط لکھ رہے ہیں۔ آپ نے اپنے نور سے ہمارے چہرے منور فرما دیئے ہیں اور ہمیں اپنی برکات سے متمتع فرمایا ہے۔ ان نعمتوں پر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

مکرم محمد عبد الکافی صاحب نے لکھا: سیدی! یوم خلافت کے حوالہ سے ہونے والے پروگرام میں تشریف لانے اور ہمارا اس قدر خیال رکھنے پر شکریہ ادا کرنے اور جذبات محبت واخلاص کے اظہار کے لئے میری زبان کو الفاظ نہیں ملتے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہم احمدیوں کو بھی اور باقی عربوں کو بھی خلافت کی اہمیت سمجھا دے اور ہمیں بہترین انصارِ خلافت بنا دے۔ جزاکم اللہ۔

مکرم مازن خباز صاحب نے لکھا: یوم خلافت کے حوالہ سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد قبول فرمائیں. اللہ تعالیٰ اس نعمت کے ذریعہ سے امت مسلمہ کی اصلاح فرمائے۔

سیدی حضور! خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر حضرت امیر المومنین ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہمارے دلوں اور گھروں میں اتار کر ہمارا اِکرام فرمایا ہے اور یوم خلافت کے حسن وجمال کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ آپ کا ہر لفظ ہمارے دلوں میں اتر گیا اور ہم نے برکات خلافت اور اس کے مقاصد کو سمجھ لیا۔ یہ بہت بڑا فضل بھی ہے اور بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے جو ہم اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں خلافت راشدہ کی محبت میں جس کے قیامت تک رہنے کا ہم سے وعدہ ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں حضور کے حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق بخشے اور ہمیں اور ہماری اولادوں کو خلافت کے مخلص خادم و مطیع بنائے اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

مکرم مہند محمود شریقی صاحب نے لکھا: حضور ایدکم اللہ تعالیٰ کے ایم ٹی اے کی سکرین پر جلوہ افروز ہونے اور شیریں کلام سے ہمیں ٹھنڈ پہنچانے اور دل موہ لینے والی مسکراہٹ اور اہم مضامین کی طرف توجہ دلانے پر دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مکرمہ نور عبد القادر صاحبہ نے لکھا: یوم خلافت کی مبارکباد۔ حضور انور کو براہِ راست پروگرام میں دیکھ کر اور حضور کی آواز سن کر بہت خوشی ہوئی۔ حضور انور کی تشریف آوری نے ہمارے دلوں کو ایک نئی زندگی اور بصیرت بخشی اور اللہ تعالیٰ پر ہمارے ایمان ویقین میں اضافہ ہوا اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا دل سے نکلی جس نے ہمیں اس مبارک جماعت میں شامل ہونے کا شرف بخشا ہے۔

مکرم ڈاکٹر وسام البراقی صاحب نے لکھا: حضور انور کا پروگرام میں اچانک تشریف لانا میرے لئے غیر معمولی خوشی کا باعث تھا۔ جبکہ قبل ازیں یوم مسیح موعود کے موقع پر حضور انور ہمیں عربی میں خطاب کا شرف بھی عطا فرما چکے ہیں جس نے ہمارے دل کی گہرائیوں کو چُھو لیا تھا۔ جزاکم اللّٰہ خیراً۔

مکرم معتز القزق صاحب نے لکھا: حضور انور کی ایم ٹی اے میں تشریف آوری نے اس کی سکرین کو پُر نور کر دیا۔ جو کچھ حضور انور نے بیان فرمایا اس سے میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ حضور انور کے وجود باجُود سے خوف امن میں بدل جاتا ہے۔ میرا سب کچھ حضور پر فدا ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضور انور کے حسن ظن پر پورا اترنے والا بنائے اور حضور انور کی عربوں کے بارہ میں تمام خواہشات کو پورا کرنے والا بنائے۔

محترمہ غصون معضمانی صاحبہ نے لکھا: سیّدی! سب سے پہلے تو میں یوم خلافت کے موقعہ پر آپ کی تشریف آوری پر خود کو مبارک کہتی ہوں، پھر آپ کو مبارکباد عرض کرتی ہوں۔ آپ نے یوم خلافت کے پروگرام میں تشریف لا کر ہماری بڑی تکریم فرمائی ہے۔ آپ کو دیکھ کر

باقی صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر307

مکرم صالح ابو مامون صاحب(1)

مکرم صالح العلی ابو مامون صاحب کا تعلق جماعۃ المسلمین کے نام سے معروف ایک تکفیری جماعت سے تھا۔انہیں اپنی جماعت کی طرف سے لندن میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے اور اس کے علماء سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا گیا۔قبل از سفر انہیں جماعت احمدیہ کے خلاف دلائل اور مواد بھی دیا گیا تا یہ جماعت پر حجت تمام کر کے آئیں۔ یہ دوست جلسہ سالانہ لندن میں شامل تو ہوئے لیکن وہاں خود ان پر اتمام حجت ہوگئی، چونکہ دل میں سچائی کی تلاش تھی اس لئے کسی کی پرواہ کئے بغیر انہوں نے خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مکرم ابو مامون صاحب مکرم ہانی طاہر صاحب کے خسر ہیں۔ان کی بیعت کے بعد ہانی صاحب نے بھی جماعت کے بارہ میں تحقیق کی اور الحمدللہ بیعت کرنے کی توفیق پائی۔اسی طرح ابو مامون صاحب کی بیعت سے ہی صدر جماعت فلسطین مکرم عبدالقادر مدلل، ان کے دو بھائی نیز مکرم راضی طلال صاحب جیسے مخلصین کی توجہ جماعت کی طرف ہوئی اور سب نے بیعت کر لی۔

آیئے اب مکرم ابو مامون صاحب کی زبانی ان کے احمدیت کی طرف سفر کا احوال سنتے ہیں۔وہ بیان کرتے ہیں کہ: میرا تعلق سابقہ فلسطینی بستی قلنسوہ سے ہے جہاں میری پیدائش 10 نومبر 1932ء کو ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب فلسطین سیاسی اضطرابات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔قابض قوتیں اس پر ٹوٹی پڑتی تھیں۔بچپن سے ہی ان حالات نے میرے ذہن پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے۔

الیکٹرونک کھلونا

1936ء کی ایک صبح مجھے نہیں بھولتی جب ہڑتال کے ایام میری والدہ مجھے اپنے سینے سے لگائے بآوازِ بلند چیختی جارہی تھی کہ انگریز آگئے، انگریز آگئے۔ہمیں گھر سے نکلنے کا حکم آگیا تھا اور ہم گھر سے تہی دست لیکن ہزاروں اشکوں کو پلکوں پر اٹھائے نکلے جارہے تھے۔جب تلاشی کے بعد اجازت ملنے پر گھر واپس آئے تو ہر چیز الٹی پلٹی پڑی ہوئی تھی۔کئی چیزیں ٹوٹ چکی تھیں، اس دن ہمارا تیل کا واحد مرتبان بھی ٹوٹ گیا تھا اور ہمارا پانی والا گھڑا ابھی ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑا تھا۔گھر کی چیزوں کو سنبھالتے ہوئے والدہ صاحبہ نے مجھے ایک ٹارچ دی اور باہر جا کر کھیلنے کا کہا۔یہ میرے لئے بالکل نئی چیز تھی۔ میں حیران تھا کہ یہ دن کو بھی روشنی نکالتی ہے۔میں اس عجیب کھلونے کے ساتھ باہر جا کر کھیل رہا تھا کہ ایک شخص نے نہایت کرخت لہجے میں کہا: تم ہمارے گھر سے یہ ٹارچ کیسے چرا لائے؟ میں نے حیرانگی کے عالم میں کہا کہ یہ تو میری والدہ نے مجھے دی ہے۔ اس نے کہا کہ خدا انگریزوں کو غارت کرے جنہوں نے یہ ٹارچ تلاشی کے دوران میرے گھر سے لے کر تمہارے گھر میں چھوڑ دی۔ یہ کہہ کر اس نے میرے ہاتھ سے ٹارچ لی اور چلتا بنا۔ یوں میں اپنی زندگی کے اس پہلے الیکٹرونک کھلونے سے محض چند منٹ ہی کھیل پایا۔لیکن اس کی اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے واقعات کی یادیں آج تک میرے ذہن سے محو نہ ہوسکیں۔

بے بدل دنیاوی سہارا

میری والدہ مجھے لے کر جب محلے کی گلیوں سے گزرتی تو اکثر میری انگلی پکڑ کے رکھتی، اور ذرا سا خطرہ ہوتا تو مجھے اپنے سینے سے لگا لیتی۔ ابھی ماں کی آغوش کی قیمت معلوم ہونی شروع ہوئی تھی کہ ایک روز اچانک یہ آغوش مجھے تنہا چھوڑ گئی۔ میرا بچپن خوابوں سے محروم ہو گیا۔ میں نے ایسا سہارا کھو دیا جس کا بدل ساری عمر نہیں مل سکتا۔

اتحاد بننے سے قبل ٹوٹ گیا

1948ء میں یہودیوں نے اسرائیل کے قیام کا اعلان کیا۔اس وقت مختلف فلسطینی سیاسی گروہوں نے گو بظاہر مل کر کام کرنے کا عندیہ دیا لیکن ہر ایک لیڈر بننے کا خواہشمند تھا لہٰذا یہ اتحاد بننے سے پہلے ہی ٹوٹ گیا۔(اس کے بعد مکرم ابو مامون صاحب نے فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی کی مختلف تحریکوں میں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے بھی گزرنا پڑا۔اس داستان پر مشتمل انہوں نے ایک کتاب بھی تالیف کی ہے۔لیکن ہم یہ حصہ چھوڑ کر ان کے احمدیت سے تعارف اور اس کے بعد کے حالات کی جانب بڑھتے ہیں۔(ندیم)

جماعۃ المسلمین!

90ء کی دہائی میں میں نے جماعۃ المسلمین نامی ایک تکفیری جماعت میں شمولیت اختیار کی جسے شیخ محمود جودہ نے قائم کیا تھا۔اس کا اسلامی احکام و فرائض میں تبحر علمی کا دعویٰ تھا۔اس نے جہاد اور حکام وقت کی مخالفت کے بارہ میں ابن تیمیہ کے خیالات کو اپنایا تھا۔اس کا بڑا مقصد شاید علماء سے میل ملاپ اور رابطے قائم کر کے فکری اعتبار سے مزعومہ خلافت کی راہ ہموار کرنا تھا۔اس غرض کے لئے وہ تبلیغی وفود بھیجتا تھا جو لوگوں کو نماز روزہ کی طرف توجہ دلاتے اور قابل، دیندار حضرات کو چن چن کر اپنی جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

شروع میں تو اس جماعت کا ہدف اسلامی تعلیمات کی تبلیغ تھا لیکن بعد میں سیاسی رنگ غالب آگیا اور بالآخر یہ جماعت بھی تکفیری سوچ کی اسیر ہو کر رہ گئی۔

جماعت احمدیہ کے خلاف مہم

بہر حال شیخ محمود جودہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے ایک ٹارگٹ دیتے ہوئے کہا کہ یہاں جماعت احمدیہ کے نام سے ایک جماعت پنپ رہی ہے تم قریہ قریہ اور بستی بستی جاؤ اور اس جماعت کے خلاف پروپیگنڈہ کرو۔ میں اس واقعہ سے کچھ عرصہ قبل ہی اپنے ایک دوست کے ہاں مکرم محمد شریف عودہ صاحب سے مل چکا تھا جنہوں نے بتایا تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کبابیر کے ممبر ہیں اور انہوں نے جماعت کے بارہ میں مجھے دو کتب بھی دی تھیں۔ یہ رمضان المبارک کے ایام تھے۔ میں نے فوراً محمد شریف صاحب کو فون کیا اور پوچھا کہ آپ سے کب ملاقات ہوسکتی ہے؟

شریف عودہ: جب چاہیں تشریف لے آئیں۔

ابو مامون: میں اکیلا نہیں بلکہ ہم سات افراد ہوں گے۔**شریف عودہ:** آپ سترّ بھی ہوں تب بھی کوئی مشکل نہیں۔ **ابو مامون:** ہماری ملاقات کا مقصد مذہبی امور اور جماعت کے عقائد کے بارہ میں بات کرنا ہے۔اور ہم افطاری کے بعد آپ کے پاس پہنچیں گے۔
شریف عودہ: آپ ہمارے مہمان بھی بننا چاہتے ہیں لیکن ہمارے ساتھ افطاری کرنے سے گریزاں ہیں، یہ کچھ عجیب سا نہیں لگتا؟ **ابو مامون:** دراصل وجہ یہ ہے کہ میرے ساتھی آپ کو کافر سمجھتے ہیں اس لئے آپ کا ذبیحہ نہیں کھا سکتے۔ **شریف عودہ:** آپ فکر نہ کریں ہم اہل کتاب کا کھانا لے آئیں گے، یا سلاد وغیرہ کے ساتھ ایسا کھانا پیش کر دیں گے جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے، یعنی مچھلی وغیرہ۔

ہم نے رضامندی کا اظہار کیا تو شریف صاحب نے پوچھا کہ آپ کب آنا چاہتے ہیں؟

ہم نے کہا کہ خَیْرُ الْبِرِّ عَاجِلُہٗ، لہٰذا ہم آج شام کو ہی آنا چاہتے ہیں۔کبابیر جانے سے قبل ہم نے آپس میں جماعت پر دلائل کے ساتھ حملے کی پوری تیاری کی، آپس میں ڈیوٹیاں تقسیم کیں اور شیخ محمود جودہ کی سربراہی میں کبابیر کی طرف چل نکلے۔

افراد جماعت احمدیہ کے ساتھ گفتگو

ہم ایک ٹیکسی کے ذریعہ غروب آفتاب سے چند منٹ قبل کبابیر پہنچ گئے جہاں ایک خوبصورت مسجد اپنے بلند مناروں کے ساتھ عظیم الشان منظر پیش کر رہی تھی۔کچھ دیر کے بعد ان مناروں سے اذان کی آواز سنائی دینے لگی۔افراد جماعت احمدیہ کھجور اور پانی سے روزہ کھول کر مسجد کی جانب بڑھ گئے اور چونکہ ہم انہیں کافر سمجھتے تھے اس لئے ہم نے اپنی نماز علیحدہ ادا کی۔نماز کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔کھانے کے دوران ہی شیخ محمود جودہ نے بات شروع کر دی، دوسری جانب سے مبلغ سلسلہ مکرم محمد حمید کوثر صاحب نے جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ ہم ارکان اسلام و ارکان ایمان کو مانتے ہیں، قرآن آخری شریعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ قرآن کی تعلیمات پر ہمارا مکمل ایمان ہے۔اگر قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے ہیں تو ہمارا ایمان یہی ہونا چاہئے لیکن اگر قرآن کہے کہ وہ فوت ہوگئے ہیں تو ہمارا اور آپ کا بھی ایمان یہی ہونا چاہئے۔

یہ سنتے ہی شیخ محمود جودہ بپھر گئے اور غصہ سے کہنے لگے: تم کافر ہونے کے باوجود ایمان کی باتیں اور دعوے کر رہے ہو۔تمہاری باتیں تمہارے کفر کا بڑا ثبوت ہیں۔تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں؟ ان کی آسمان میں موجودگی کا انکار صریح کفر ہے، کیونکہ وہ آخری زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

ایسے میں احمدی حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ پھر ''فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی'' کا کیا مطلب ہوا؟ شیخ صاحب کا غصّہ بے قابو ہوگیا اور انہوں نے کہا کہ تمہیں بولنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ تم اپنا منہ بند رکھو۔

پھر وہ مکرم حمید کوثر صاحب سے مخاطب ہو کر بولے کہ تمہیں نہ اسلام کے بارہ میں کچھ علم ہے نہ ہی عربی زبان آتی ہے۔تم ایک ہندی شخص ہو جسے دین کا کچھ علم نہیں۔

الغرض شیخ صاحب کے ان اہانت آمیز کلمات کے جواب میں احمدی احباب کی طرف سے حد درجہ کا اطمینان، ادب، تحمل اور اعلیٰ اخلاق دیکھنے میں آئے۔اور حیات و وفاتِ مسیح کے مسئلے پر یہ بحث جو چھڑی تو طلوع فجر تک جاری رہی، لیکن شیخ صاحب کے متشددانہ رویہ کی بنا پر اس بحث کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

تحقیق کے لئے لندن کا سفر

مَیں شیخ صاحب کے رویّے سے کافی حد تک نالاں تھا جسے انہوں نے بھی محسوس کیا اور بعد میں خصوصی طور پر میرے گھر آ کر ناراضگی دور کرنے کی کوشش کی۔ باتوں باتوں میں انہوں نے مجھے افرادِ جماعت احمدیہ کے ساتھ گفتگو کرتے رہنے کا حکم دیا۔نیز مجھے یہ بھی کہا کہ جماعت نے لندن میں اپنے جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے کی دعوت دی ہے۔لہٰذا اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ ان کے جلسہ میں جائیں اور ان کے علماء کے ساتھ گفتگو کریں اور ان پر حجت تمام کر دیں۔ کیونکہ میں ان کے عقیدہ کا بطلان ثابت کرنا چاہتا ہوں۔

یہ کہتے ہوئے انہوں نے کچھ پرنٹ کیا ہوا مواد بھی مجھے دیا اور کہا کہ لندن جا کر آپ جماعت احمدیہ کے علماء سے بات کریں اور ان کے امیر سے فون پر میری بھی بات کروا دیں پھر مَیں خود ہی ان پر اتمام حجت کر دوں گا۔

میں نے شیخ صاحب کے حکم کے مطابق حامی بھر لی اور پھر 27 جولائی 1995ء کو میں زندگی میں پہلی بار اپنے ملک سے باہر نکلا۔ہیتھرو ائیرپورٹ لندن سے ہمیں خدام بڑی سی گاڑی میں نہایت وقار اور خدمت گزاری کے جذبہ کے ساتھ اسلام آباد لے آئے۔اسلام آباد اس دن مختلف رنگوں، زبانوں اور اقوام کے لوگوں کے ملنے کی جگہ بنا ہوا تھا۔محبت و اعلیٰ اخلاق سے معطر آب و ہوا اور حسن انتظام نے ایک عجیب روحانی ماحول کو جنم دیا تھا۔

اس ماحول کا اسیر ہونے کی بجائے میری توجہ اپنے ہدف پر تھی۔ لہٰذا رات کے کھانے کے بعد میرا تعارف بعض عرب علماء سے کرایا گیا۔ان میں مصر کے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب، اردن کے مکرم طٰہٰ قزق صاحب، مصر کے مکرم حلمی الشافعی صاحب، الجزائر کے سمیر بوخطہ صاحب، لبنان کے عبد الرحمٰن الشافعی صاحب اور تیونس کے عبادہ بربوش صاحب شامل تھے۔

راز کیا ہے؟

تعارف کے بعد مَیں نے کہا کہ میں دین کے معاملہ میں ہمیشہ سے ہی حقیقت کی تلاش میں رہا ہوں۔ میرا تعلق جماعۃ المسلمین سے ہے جس کا دعویٰ ہے کہ عقیدہ کے لحاظ سے وہی صحیح جماعت ہے اور جو اس عقیدہ سے باہر نکلتا ہے وہ کافر ہے۔ مجھے اخوان المسلمین اور حزب التحریر کے عقائد اور اہداف کا بھی علم ہے، لیکن آج میں آپ کی زبانی سننا چاہتا ہوں کہ آپ کون ہیں؟ اور جماعت احمدیہ کیا ہے؟ انہوں نے مختصراً مجھے جماعت کے بارہ میں بتایا تو میں نے پوچھا کہ اس محبت، تعاون اور راخوت کا راز کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور خاتم النبیین اور امام مہدی علیہ السلام کو آنحضورؐ کا خادمِ صادق ماننے والے ایک ہاتھ پر جمع ہوئے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام تمام امت اسلامیہ کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے ہی مبعوث ہوئے ہیں جس کی ایک تصویر آج آپ کو یہاں نظر آ رہی ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: ایم ٹی اے پر 27 مئی 2014ء کی خصوصی نشریات:
ازصفحہ نمبر 2

آنکھوں میں خوشی کے آنسو اُمڈ آئے۔ اور روح وجد میں آ کر رقص کرنے لگی، آپ نے ہمیں ٹھنڈ پہنچائی ہے، اور ہمارے ہمّ وغم کو دور کر دیا ہے۔ حضور انور نے مجددیت کے بارہ میں تفصیل بیان فرماتے ہوئے جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم فتحی عبد السلام صاحب لکھتے ہیں: سیدی! عربوں کی تکریم فرمانے پر شکریہ، عربوں سے امیدوں پر آپ کا شکریہ، عربوں کی حوصلہ افزائی فرمانے پر آپ کا شکریہ، یوم خلافت کے موقع پر عربوں کے پروگرام میں تشریف لانے اور عربوں کو اہمیت دینے پر شکریہ۔ آپ نے خلافت اسلامیہ احمدیہ کی صحت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے دلائل کا خلاصہ ایک روحانی شہد کی صورت میں پیش فرمایا۔

مکرمہ رانیا علیوی صاحبہ نے لکھا: 'حضور انور کے پروگرام میں تشریف لانے سے بہت خوشی ہوئی۔ جن باتوں کے بارہ میں ہمارا علم نہایت مختصر تھا حضور انور نے اپنے پیغام کے ذریعہ ان کو وضاحت کے ساتھ ہمارے ذہنوں میں راسخ کر دیا'۔

مکرم غانم احمد غانم صاحب نے لکھا: 'یوم خلافت کے موقعہ پر ایم ٹی اے کے سٹوڈیو میں بنفس نفیس تشریف لا کر خطاب فرمانے پر میری طرف سے اور تمام جماعت ...... کی طرف سے جذبات تشکر قبول فرمائیں۔ یہ پیغام بہت برمحل تھا اور ہر احمدی کے دل میں ایک جوش اور خوشی کے جذبات پیدا کرتا ہے کہ ہمارا ایک خلیفہ ہے۔ آپ خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کے بہترین مظہر اور نمائندہ ہونے کی حیثیت سے پوری دنیا کی صحیح راہنمائی کرتے ہیں۔ تمام غیر احمدی مسلمان خلافت کی تلاش میں ہیں لیکن جو خلافت خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسے ماننے کے لئے تیار نہیں، اللہ انہیں ہدایت بخشے۔

محترمہ ولاء النحاس صاحبہ نے لکھا: 'سیدی! آپ کا خطاب بہت عظیم الشان تھا اور نہایت خوبصورت سرپرائز تھا۔ ہمارے لئے اس دن دو عیدیں تھیں، ایک یوم خلافت کی اور دوسری حضور کی تشریف آوری کی۔ حضور کو ایم ٹی اے کی سکرین پر دیکھ کر ہم اشکبار ہو گئے'۔

مکرم منصور الحفیان صاحب نے لکھا: 'حضور انور کے کلام نے ہمیں اس طرح ٹھنڈ پہنچائی ہے اور سیراب فرمایا ہے جیسے بارش خشک درختوں کو سرسبز کرتی ہے۔ ساری دنیا کے اندھیرے دور کرنے کے لئے خلافت ایک واحد چراغ ہے۔ ہمارے لئے یہ دن عید کا دن ہے۔' آخر پر پوتے کی مبارک باد عرض ہے، اللہ اسے اپنے عظیم دادا کے نقش قدم پر چلائے۔

مکرم فؤاد عودہ صاحب لکھتے ہیں: حضور! پروگرام یوم خلافت میں آپ کی تشریف آوری کے موقع پر دل میں جو جذباتِ تشکر وامتنان وفخر پیدا ہوئے ان کا بیان مشکل ہے۔ میں نے ایک دوست سے کہا کہ ہم خطبات جمعہ میں آپ کا دیدار کرتے ہیں لیکن وہ تو سب کے لئے ہوتا ہے اور ساری دنیا کو آپ مخاطب فرماتے ہیں، لیکن اس پروگرام میں آپ کا تشریف لانا یا پھر یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقعہ پر خطاب فرمانا تو صرف ہمارے لئے خاص تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی گمشدہ متاع ہاتھ آ گئی ہے اور میں خود کو خوش قسمت ترین انسان گرداننے لگا ہوں۔

اعتکاف رمضان المبارک کے بارہ میں
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
بعض زرّیں ہدایات

خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اکتوبر 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اعتکاف بیٹھنے کے لئے زور دے کر جگہ مختص کروانا غلط طریق ہے

''پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ اعتکاف رمضان کی ایک نفلی عبادت ہے۔ اس لئے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش کے مطابق جو مرکزی مساجد ہیں ان میں یا جو بھی اپنے شہر کی مسجد ہو اس میں بھی حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں مسجد میں ہی ضرور بیٹھنا ہے۔ مثلاً ربوہ میں مسجد مبارک میں یا مسجد اقصیٰ میں بیٹھنا ہے یا یہاں مسجد فضل میں بیٹھنا ہے یا مسجد بیت الفتوح میں بیٹھنا ہے۔ اور پھر اس کے لئے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلۃ القدر حاصل ہو گی اور باقیوں کو نہیں ہو گی۔ کسی خاص جگہ سے تو مخصوص نہیں ہے ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہے اور ان کے قرب کی وجہ سے بعض دفعہ جذبات میں خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوچ بہر حال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ ضرور بیٹھنا ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پچھلے سال فلاں بیٹھا تھا اس لئے اس سال ہمیں باری دی جائے۔ یا اس سال ہم نے ضرور بیٹھنا ہے۔ یہ دیکھا دیکھی والی بات ہو جاتی ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والی بات نہیں رہتی''۔

دیکھا دیکھی والی نیکیاں بدعات ہیں

''ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک رمضان میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آپ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کے اعتکاف کرنے کا سنا تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ حضرت زینبؓ نے یہ خبر سنی تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اگلی صبح دیکھا تو چار خیمے لگے ہوئے تھے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس پر آپؐ کو امہات المومنین کا حال بتایا گیا (کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی خیمہ لگا لیا ہے، اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہو جائے گا) اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ایسا کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ کیا نیکی نے؟ ان خیموں کو اٹھا لو مَیں ان کو نہ دیکھوں۔ چنانچہ وہ خیمے اکھاڑ دیئے گئے، پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا۔ اپنا خیمہ بھی اٹھا لیا۔ البتہ (اس سال) آپ نے (روایت کے مطابق) آخری عشرہ شوال میں اعتکاف کیا۔

(بخاری کتاب الاعتکاف۔ باب اعتکاف فی شوال)

یہ دیکھا دیکھی والی نیکیاں بدعات بن جاتی ہیں۔ آپؐ برداشت نہ کر سکتے تھے کہ بدعات پھیلیں۔ نیکیوں کی خواہش تو دل سے پھوٹنی چاہئے۔ اس کا اظہار اس طرح ہو کہ لگے کہ نیکی کی خواہش دل سے نکل رہی ہے۔ یہ نہ ہو کہ لگ رہا ہو دیکھا دیکھی سب کام ہو رہے ہیں۔ امّہات المومنین بھی یقیناً نیکی کی وجہ سے ہی اعتکاف بیٹھی ہوں گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں ان برکات سے ہم بھی حصہ لے لیں جو ان دنوں میں ہونی ہیں۔ لیکن آپؐ کو یہ برداشت نہ تھا کہ کسی نیکی سے دکھاوے کا ذرا سا بھی اظہار ہوتا ہو، ذرا سا بھی شبہ ہوتا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے سب کے خیمے اکھڑوا دیئے۔''

معتکفین کی عبادت میں کسی طرح بھی مخل نہ ہوں

''پھر آپؐ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اعتکاف کس طرح بیٹھنا چاہئے، بیٹھنے والوں اور دوسروں کے لئے کیا کیا پابندیاں ہیں روایت میں آتا ہے کہ ''آپؐ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا، آپؐ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا، ایک دن آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا، نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قراءت بالجہر نہ کرو۔'' (مسند احمد بن حنبل جلد2 صفحہ 67۔ مطبوعہ بیروت)

یعنی مسجد میں اور بھی لوگ اعتکاف بیٹھے ہوں گے اس لئے فرمایا معتکف اپنے اللہ سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے، دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی اگر تم نماز میں پڑھ رہے ہو یا ویسے تلاوت کر رہے ہو تو اونچی آواز میں نہ کرو تا کہ دوسرے ڈسٹرب نہ ہوں۔ ہلکی آواز میں تلاوت کرنی چاہئے۔ سوائے اس کے کہ اب مثلاً جماعتی نظام کے تحت بعض مساجد میں خاص وقت کے لئے درسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ وہ ایک جماعتی نظام کے تحت ہے اس کے علاوہ ہر ایک معتکف کو نہیں چاہئے کہ اونچی آواز میں تلاوت بھی کرے یا نماز ہی پڑھے۔ کیونکہ اس طرح دوسرے ڈسٹرب ہوتے ہیں۔ تو یہ ہیں احتیاطیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں۔ کہاں یہ احتیاطیں اور کہاں اب یہ حال ہے کہ بعض دفعہ پہلے ربوہ میں بھی ہوتا تھا لیکن دوسرے شہروں میں ابھی بھی باہر ہوتا ہے۔ شاید یہاں بھی یہی صورت حال ہو۔ معتکف کے لئے بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی عبادت میں مصروف ہوتا ہے پردہ کے لئے ایک چادر ہی ٹانگی ہوتی ہے نا۔ پردہ کے پیچھے سے ایک ہاتھ اندر داخل ہوتا ہے جس میں مٹھائی اور ساتھ پرچی ہوتی ہے کہ میرے لئے دعا کرو یا نمازی سجدے میں پڑا ہوا ہے اوپر سے پردہ خالی ہوتا ہے تو اوپر سے کاغذ آ کر اس کے اوپر گر جاتا ہے (ساتھ نام ہوتا ہے) کہ میرے لئے دعا کرو۔ یا ایک پُراسرار آواز پردے کے پیچھے سے آتی ہے آہستہ سے کہ مَیں فلاں ہوں میرے لئے دعا کرو۔ یہ سب غلط طریقے ہیں۔''

دکھاوے کی افطاریاں فخر ومباہات کے زمرہ میں آتی ہیں

''پھر شام کو افطاریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ افطاریاں بڑی بڑی آتی ہیں ٹرے لگ کے، بھر کے، جو معتکف تو کھا نہیں سکتا لیکن مسجد میں ایک شور بھی پڑ جاتا ہے اور گند بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ اور پھر جو لوگ افطاریاں بھیج رہے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے فخر سے بتاتے بھی ہیں کہ آج مَیں نے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا، کیسی تھی؟ کیا تھا؟ یا دوسروں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ تھا۔ میری افطاری بڑی پسند کی گئی۔ پھر اگلے دن دوسرا شخص اس سے بڑھ کر افطاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ سب فخر ومباہات کے زمرہ میں چیزیں آتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ خدمت کی جائے یہ دکھاوے کی چیزیں بن جاتی ہیں۔ اس لئے یا تو اعتکاف بیٹھنے والا، اپنے گھر سے سحری اور افطاری منگوائے یا جماعتی نظام کے تحت مہیا ہو۔ ناموں کے ساتھ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ افطاریاں آنی غلط طریق کا رہے۔ یہ کہیں بھی جماعت کی مساجد میں نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے آگے اور بدعتیں بھی پھیلتی چلی جائیں گی۔ ربوہ میں بھی دارالضیافت سے، جو مرکزی مساجد میں بیٹھے ہوتے ہیں ان کے لئے اور میرا خیال ہے دوسری جگہوں پہ بھی۔ (اگر نہیں ہے تو جانی چاہئیں) افطاری وسحری وہیں سے تیار ہو کر جاتی ہے اور سارے ایک جگہ بیٹھ کے کھا لیتے ہیں۔''

اعتکاف بیٹھ کر بھی دنیاداری کے کام کرنا غلط طریق ہے

''پھر بعض لوگ اعتکاف بیٹھ کر بھی کچھ وقت کے لئے دنیاداری کے کام کر لیتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کو کہہ دیا، یا اپنے کام کرنے والے کارندے کو کہہ دیا کہ کام کی رپورٹ فلاں وقت مجھ کو دے جایا کرو۔ کاروباری مشورے لینے ہوں تو فلاں وقت آ جایا کرو کاروباری مشورے دیا کروں گا۔ یہ طریق بھی غلط ہے۔ سوائے اشد مجبوری کے یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال ہوا کہ آدمی جب اعتکاف میں ہو تو اپنے دنیوی کاروبار سے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ سخت ضرورت کے تحت۔ یہ نہیں ہے کہ جیسا میں نے پہلے کہا کہ روزانہ کوئی وقت مقرر کر لیا، فلاں وقت آ جایا کرو اور بیٹھ کر کاروباری باتیں ہو جایا کریں گی۔ اگر اتفاق سے کوئی ایسی صورت پیش آ گئی ہے کسی سرکاری کاغذ پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا کسی ضروری معاہدے پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا اور کوئی ضروری کاغذ ہے، ایسے کام تو ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہر وقت، روزانہ نہیں۔

(بدر 21/فروری 1907ء صفحہ 5)

اعتکاف میں اپنی حالت سنوار کر رکھنی چاہیے

''حضرت عائشہؓ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو آپ سر میرے قریب کر دیتے تو میں آپ کو کنگھی کر دیتی اور آپؐ گھر صرف حوائج ضروریہ کے لئے آتے۔ (ابوداؤد کتاب الصّیام)

تو بعض لوگ اتنے سخت ہوتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اعتکاف میں اگر عورت کا، بیوی کا ہاتھ بھی لگ جائے تو پتہ نہیں کتنا بڑا گناہ ہو جائے گا۔ اور دوسرے یہ کہ حالت ایسی بنالی جائے، ایسا بگڑا ہوا حلیہ ہو کہ چہرے پر جب تک سنجیدگی طاری نہ ہو، حالت بھی بُری نہ ہو اس وقت تک لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ دوسروں کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ یہ آدمی عبادت کر رہا ہے۔ تو یہ غلط طریق کار ہے۔ تو یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اعتکاف میں اپنی حالت بھی سنوار کے رکھنی چاہئے اور تیار ہو کے رہنا چاہئے۔''

خطبہ جمعہ

ایک مخلص اور فدائی خادم سلسلہ مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب (مرحوم) امیر و مشنری انچارج گھانا کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

یہ ہمارے پیارے بزرگ بھائی اور خلافت کے جان نثار سپاہی، خلیفۂ وقت کے اشارے پر چلنے والے، ہر فیصلہ جو خلیفہ وقت کی طرف سے آئے اسے شرح صدر سے قبول کرنے والے، خلیفۂ وقت کے چھوٹے چھوٹے حکم بلکہ خواہش کی تکمیل کے لئے بھی بے چین رہنے والے تھے

اس خادمِ سلسلہ کا خدمت سلسلہ کا عرصہ نصف صدی سے زائد پر پھیلا ہوا ہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27؍جون 2014ء بمطابق 27؍احسان 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ سے پہلے بھی یہ الہام ہوا، پھر آخر تک کئی مرتبہ ہوا کہ يَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ- (تذکرہ صفحہ 39 ایڈیشن چہارم) یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام میں کریں گے۔ اور 1907ء میں اس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے کہ يَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (تذکرہ صفحہ 623 ایڈیشن چہارم) وہ دور دراز جگہوں سے تیرے پاس آئیں گے۔ یہ الہام بڑی شان سے مختلف شکلوں میں مختلف صورتوں میں اب تک پورا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مختلف لوگ مختلف علاقوں سے آپ کے پاس آتے ہیں۔ یعنی آپ کی زندگی میں آپ کے پاس آتے رہے اور پھر آپ کے بعد آپ کے ذریعہ جاری نظام خلافت میں خلفاء وقت کے پاس آتے رہے اور آ رہے ہیں جو مددگار بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف ان کے دلوں کو اس طرف مائل کرتا ہے کہ مددگار بنیں بلکہ مدد اور خدمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو مکمل کرنے کی ایک تڑپ اور لگن ان میں پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ اپنے تن من دھن سے اس کام میں جُت جاتے ہیں اور آپ کے سلطان نصیر بن جاتے ہیں۔ خلفائے وقت کے دست و بازو بن جاتے ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو قرآنی حکم تَفَقُّهْ فِی الدِّین کے مطابق دین کا علم حاصل کر کے اپنے ہم قوموں کو دین حق کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اس میں اپنی زندگیاں قربان کر دیتے ہیں۔ بہت سے ایسے دُور دراز علاقوں سے آئے جہاں بیسویں صدی کی چھٹی ساتویں دہائی تک رسل و رسائل اور خط و کتابت کا یہ حال تھا کہ چھ چھ مہینے تک خط نہیں پہنچتے تھے۔ پس ایسے علاقوں کے لوگوں کا دین سیکھنے کے لئے مرکز سلسلہ میں آنا اور کامل شرح صدر کے ساتھ دین سیکھنا اور اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دینا اور پھر کامل وفا کے ساتھ اس وقف کو نبھانا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں ہر قربانی کے لئے تیار ہو جانا یہ بات جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے وہاں ایسے لوگوں کی قربانی کو آج تک، اب تک جاری رکھنا خلافت احمدیہ کی سچائی کی بھی دلیل ہے۔ اور یہ چیز اس بات کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ ایسے لوگ سعید فطرت ہوتے ہیں اور ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی رحمت کی نظر ان پر پڑتی ہے اور انہیں چن کر پھر آسمان کا چمکتا ہوا ستارہ بنا دیتی ہے۔

اس وقت مَیں ایک ایسے ہی مخلص خادم سلسلہ اور فدائی خادم سلسلہ مکرم عبدالوہاب آدم صاحب کا ذکر کروں گا جو افریقہ کے ایک ملک سے اس وقت مرکز سلسلہ میں حصولِ علمِ دین اور خلافت کا سلطانِ نصیر بننے کے لئے آئے، یہ عزم لے کر آئے کہ مَیں نے اب اس کام کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بروئے کار لانا ہے۔ اس وقت آئے جب ابھی ربوہ آباد ہو رہا تھا اور افریقہ میں رابطے بھی مہینوں بعد ہوتے تھے۔ یہ ہمارے پیارے بزرگ بھائی اور خلافت کے جان نثار سپاہی، خلیفۂ وقت کے اشارے پر چلنے والے، ہر فیصلہ جو خلیفہ وقت کی طرف سے آئے اسے شرح صدر سے قبول کرنے والے، خلیفۂ وقت کے چھوٹے چھوٹے حکم بلکہ خواہش کی تکمیل کے لئے بھی بے چین رہنے والے تھے۔ مَیں نے جب آٹھ سال سے زیادہ عرصہ گھانا میں ان کے ساتھ کام کیا ہے اس وقت بھی خلافت کے ساتھ تعلق میں ایسا ہی انہیں دیکھا جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں اور خلافت کے بعد میرے ساتھ بھی اطاعت و فرمانبرداری اور وفا کے اس معیار میں انہوں نے سرِ مُو فرق نہیں آنے دیا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں گزشتہ دنوں وہاب آدم صاحب کی وفات ہوئی ہے۔ اِنّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ گزشتہ تقریباً ایک سال یہاں رہے تھے اور مارچ میں ہی یا فروری کے آخر میں واپس گئے تھے۔ اس خادم سلسلہ کا خدمت سلسلہ کا عرصہ نصف صدی سے زائد پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کی خدمات اور ان کی شخصیت اور ان کے کردار اور ان کی وفاؤں کے قصوں کو مختصر وقت میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال کچھ باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے ان کی سیرت کے بعض پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

پہلے تو یہ کہ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد اور والدہ کے ذریعہ آئی تھی۔ ان کے بیٹے حسن وہاب صاحب نے بتایا کہ وہاب آدم صاحب پیدائشی احمدی تھے اور ان کے والد سلیمان۔ کے۔ آدم (K. Adam) صاحب اور والدہ عائشہ اکوا ورو (Ayesha Akua Woro) صاحبہ نے احمدیت قبول کی تھی۔ اور جس زمانہ میں بشارت احمد بشیر صاحب گھانا میں امیر جماعت یا مبلغ تھے اس وقت وہاب صاحب کے والد سلیمان کے آدم صاحب وہاں معلم ہوتے تھے۔ اور وہاب آدم صاحب نے اپنی ہوش میں اپنے والد کو نہیں دیکھا۔ چھوٹی عمر میں ہی ان کے والد وفات پا گئے تھے۔ والدہ نے بتایا کہ ان کے والد کی شدید خواہش تھی کہ وہاب صاحب جماعت کے مبلغ بنیں۔ چنانچہ والد صاحب کی خواہش پوری کرنے کے لئے والدہ نے ان کو بشارت بشیر صاحب کے ساتھ ربوہ بھجوا دیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی تصویر بھی نہیں دیکھی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے کسی دوست نے ایک تصویر دکھائی جس میں وہاب صاحب کے والد کی تصویر تھی تو تب ان کو پتا لگا کہ یہ میرے والد ہیں۔

وہاب صاحب بروفئی ایڈور (Brofoyedru) گاؤں میں جو اشانٹی ریجن کے اڈانسی (Adansi) ڈسٹرکٹ میں ہے، دسمبر 1938ء میں پیدا ہوئے تھے اور ابتدائی تعلیم انہوں نے یونائٹڈ مڈل سکول سے حاصل کی اور احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں پڑھے۔ وہاں سے تعلیم مکمل کی یا کچھ عرصہ بہرحال پڑھتے رہے۔ پھر زندگی وقف کر دی اور آپ کو 1952ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھجوا دیا گیا۔ 1960ء میں آپ نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ واپس گھانا گئے اور وہاں آپ کا مختلف جگہوں پر بطور ریجنل مشنری تقرر ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے 1969ء تک برونگ آہافو (Brong Ahafo) ریجن میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے بعد سالٹ پونڈ گھانا میں جامعۃ المبشرین کے پرنسپل بنے۔ اور اس وقت مشنوں کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے مٹی کے گھر ہوتے تھے جن میں غسل خانے کوئی نہیں تھے۔ چٹائیوں کو کھڑا کر کے اور لکڑی کے ڈنڈوں پر غسل خانے بنائے جاتے تھے۔ اب تو افریقہ میں یہ تصور نہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ غسل خانے کی یہ حالت تھی کہ دو اینٹیں رکھ کے پانی کی بالٹی کہیں سے لا کے تو غسل کر لیا کرتے تھے۔ بالکل ہی ابتدائی حالات تھے۔ بہرحال اس کے بعد 1971ء میں وہاب صاحب کی تقرری یو کے (UK) میں بطور نائب امام مسجد فضل لندن ہوئی۔

1974ء تک آپ نے یہ ذمہ داری ادا کی۔ 1975ء میں آپ کو امیر و مشنری انچارج گھانا مقرر کر دیا گیا اور تقریباً 39 سال وفات تک یہی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

یہ ابتدائی تاریخ لکھنے والے بتاتے ہیں کہ جب گھانا میں جماعت کی تعداد بڑھنی شروع ہوئی تو اس وقت یہ سوچا گیا کہ بجائے معلمین کے مقامی مبلغین کی تعداد کو بڑھایا جائے اور اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں کچھ لڑکے لائے جائیں جن کی تربیت کی جائے۔ تو جیسا کہ میں نے بتایا اس وقت گھانا سے دو چھوٹی عمر کے چودہ پندرہ سال کے بچے، وہاب آدم صاحب اور بشیر بن صالح صاحب پاکستان بھجوائے گئے۔ اور دونوں بڑی محنت اور لگن سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ 1957ء میں عزیزم بشیر بن صالح ربوہ میں گرمی کے باعث بیمار ہو گئے۔ ان کو واپس گھانا بھجوایا گیا لیکن یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی اور 16/نومبر 1958ء کو صالح صاحب جو تھے وہ انیس سال کی عمر میں وفات پا گئے اور پھر وہاب صاحب اکیلے جامعہ میں پڑھتے رہے۔ آٹھ سال تک یہیں رہے۔ شاہد کی ڈگری حاصل کی اور مرکزی مبلغ بن کر پھر گھانا گئے۔ ان کے جانے کے بعد پھر جماعت اس وقت تک کچھ بڑھ بھی چکی تھی۔ لوگوں کو جوش اور جذبہ بھی پیدا ہوا اور پھر انہوں نے اپنے بچے جامعہ احمدیہ میں بھجوانے شروع کئے۔ اس کے بعد پھر آٹھ دس مبلغین یہاں سے بن کے گئے۔ پھر بعض پابندیاں لگ گئیں۔ اب تو وہیں جامعہ میں خود ہی مبلغین تیار ہو رہے ہیں بلکہ انٹرنیشنل جامعہ بن گیا ہے جہاں افریقہ کے مختلف ممالک سے لڑکے آتے ہیں اور شاہد مبلغ کا کورس پاس کرتے ہیں۔

جب یہ ربوہ میں تھے اس وقت گھانا کے سفیر ایک موقع پر یہاں آئے۔ اِنہوں نے اُن کو بتایا کہ ربوہ کس طرح آباد ہوا، کیسی بنجر زمین تھی۔ کس طرح لوگوں نے قربانیاں کیں۔ یہ ساری تفصیل اس انداز میں بیان کی کہ وہ سفیر صاحب کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص خدا پر یقین نہ رکھتا ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی حقانیت پر ایمان نہ ہو تو وہ یہ واقعات سن کے یقیناً خدا کی ہستی پر ایمان لائے گا کہ کس طرح ربوہ آباد ہوا۔ کوئی بھی موقع تبلیغ کا جانے نہیں دیتے تھے۔ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے ربوہ میں ابتدائی زمانے میں وقت گزارا۔ کہتے ہیں ان دنوں میں بجلی بھی نہیں ہوتی تھی۔ پینے کا پانی کوئی نہیں تھا۔ دُور سے لانا پڑتا تھا۔ کوئی بلڈنگز نہیں تھیں اور ہوسٹل کی چھتیں بھی کچی تھیں۔ فرش بھی کچا تھا۔ بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی تھی۔ فرش پر پانی کھڑا ہو جاتا تھا۔ بلکہ مذاق میں بتایا کرتے تھے کہ ہمارے جو صندوق تھے، box تھے وہ بھی پانی میں تیرنے لگ جاتے تھے۔ تو اس وقت یہ حال تھا۔ پھر احمد نگر میں بلڈنگ لی، وہاں جامعہ شروع ہوا۔ غیر ملکیوں کا بھی ایک ہوسٹل تھا تو اس میں انگلستان سے بھی ایک شخص تھا، ایک جرمنی سے عبدالشکور کنزے صاحب وہاں تھے۔ امریکہ سے ایک وائٹ امریکن تھے، ایک افریقن امریکن تھے۔ ٹرینیڈاڈ سے بھی ایک صاحب آئے ہوئے تھے۔ چین سے عثمان چینی صاحب، ابراہیم وان اور ادریس وان صاحب تھے۔ تو مختلف لوگوں کا یہ ہوسٹل تھا جو اس زمانے میں مختلف ملکوں سے آئے اور وہاں رہے جن میں سے یہ ایک دو ہی تھے جو مبلغ بنے باقی چھوڑ کے چلے گئے تھے یا کچھ عرصے بعد تعلیم حاصل کر کے اپنے اپنے کام کرنے لگ گئے۔

وہاب صاحب کا ایک واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں جب زیر تعلیم تھے تو ایک مرحلے پر پہنچ کر بعض مضامین میں مثلاً منطق اور فقہ کو اردو زبان میں سمجھنے میں دقت محسوس کی۔ امتحان سر پر آ گیا۔ بڑے پریشان تھے۔ ان کے دوست امری عبیدی صاحب تنزانیہ کے تھے۔ انہوں نے بھی اس زمانے میں جامعہ پڑھا تھا، جو بعد میں وہاں کے وزیر بھی بنے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے پاس جا کر دعا کے لئے کہتے ہیں۔ خیر یہ ان کے پاس گئے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحب کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ ان کو دیکھ کے انہوں نے کتاب ایک طرف رکھ دی اور دریافت کیا کہ کیا مسئلہ ہے؟ امری عبیدی صاحب نے اور وہاب صاحب دونوں نے کہا کہ ہمارے امتحان ہو رہے ہیں اور ہمیں بڑی مشکل پیش آ رہی ہے، دعا کے لئے کہنے آئے ہیں۔ تو انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ انہوں نے کہا تم بھی میرے ساتھ دعا میں شامل ہو۔ دعا کے بعد حضرت مولانا راجیکی صاحب کہنے لگے کہ مَیں نے دعا کرتے ہوئے کشفی حالت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک کو آپ دونوں کے سروں پر رکھا ہوا دیکھا ہے جس کی تعبیر مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس علیہ السلام کی برکت سے آپ کو کامیابی بخشے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں ایسا ہی ہوا اور معجزانہ طور پر وہ پڑھائی آسان ہو گئی۔ تیاری آسان ہو گئی۔ جب امتحان دیا تو پرچوں کو بہت آسان پایا اور جب نتیجہ نکلا تو وہاب آدم صاحب اپنی کلاس میں پہلی پوزیشن پر تھے۔

بعض اور سعادتیں بھی ان کے حصے میں آئیں۔ وہاب صاحب سب سے پہلے افریقن مرکزی مشنری تھے۔ سب سے پہلے گھانین امیر و مشنری انچارج یہ تھے۔ سب سے پہلے افریقن احمدی جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی نمائندگی میں بطور امیر مقامی ربوہ بننے کی سعادت حاصل ہوئی وہ یہ تھے۔ سب سے پہلے افریقن مرکزی مشنری جنہیں یورپ میں خدمت کی توفیق ملی وہ یہ تھے۔ پھر سب سے پہلے افریقن جنہیں مجلس افتاء کا اعزازی ممبر بننے کی توفیق ملی وہ وہاب صاحب تھے۔ ان کو مرکز کی نمائندگی میں مختلف ممالک جیسے کینیڈا، جرمنی، بینن، مالی، آئیوری کوسٹ، نائیجیریا، برکینا فاسو، لائبیریا، سیرالیون، جمیکا کے دورہ جات کی توفیق ملی۔ ان کو اسلام اور رنگ و نسل میں امتیاز اور اسلام اور عیسائیت کے بارے میں ریسرچ اور مضامین لکھنے کی توفیق عطا ہوئی۔ والدہ کے نام پر انہوں نے ایک فاؤنڈیشن بھی جاری کی ہے جو ضرورتمندوں کی مدد کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ گھانا نے ان کے دَورِ امارت میں اللہ کے فضل سے بڑی ترقی کی ہے۔ اللہ کے فضل سے کچھ تو سکول پہلے تھے، کچھ اَور کھلے۔ کچھ نئے سرے سے اسٹیبلش (Establish) ہوئے، مزید ان میں بہتری پیدا ہوئی۔ جماعت احمدیہ کے چار سو سے زائد سکول ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیچر ٹریننگ کالج، جامعۃ المبشرین، جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل نمایاں ہیں۔ اسی طرح سات بڑے ہسپتال ہیں۔ دو ہومیو پیتھک کلینک ہیں جو گھانا میں خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ رفاہ عامہ کے کام جاری ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جماعت کو غیر معمولی مقام ملا ہے۔ گھانا کی دو مشہور شاہراہیں جو ہیں ان پہ انہوں نے بڑی کوشش سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بڑی تصویریں آویزاں کروائی ہیں اور ہر آنے جانے والا وہ دیکھتا ہے اور نیچے لکھا ہوا ہے 'جس مسیح کے آنے کا انتظار تھا وہ آ گیا اور وہ یہ ہیں'۔ اس طرح یہ کھل کے وہاں تبلیغ بھی کر رہے ہیں۔

ان کو جو دنیاوی اعزازات ملے وہ یہ ہیں کہ کوریا میں انٹر ریلیجس (Inter Religious) اور انٹرنیشنل فیڈریشن فار ورلڈ پیس امریکہ کی طرف سے امن کے لئے بے لوث اور شاندار خدمات کی بنا پر Ambassador for Peace کا اعزاز دیا گیا۔ اسی طرح گورنمنٹ آف گھانا کی طرف سے امیر صاحب گھانا کو ان کی شعبہ تعلیم، صحت، زراعت اور ملکی امن و استحکام کے لئے خدمات کے اعتراف میں ایک اہم ملکی اعزاز Companion of the Order of the Volta سے نوازا گیا۔

پھر 10/نومبر 2007ء کو آپ کی قابلیت کے اعتراف میں ملک کی ایک بڑی یونیورسٹی، یونیورسٹی آف کیپ کوسٹ (University of Cape Coast) نے پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری سے ان کو نوازا۔ یہ نیک نیتی سے کئے گئے وقف کی برکات ہیں کہ دین کی خدمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیاوی اعزازات سے بھی نوازا۔ اگر وقف نہ ہوتے تو پتا نہیں کوئی اور کام کر رہے ہوتے اور کسی کو پتا بھی نہیں ہونا تھا کہ وہاب صاحب کون ہیں۔

پھر انٹرنیشنل سطح پر ان کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں۔

سینٹر فار ڈیموکریٹک ڈیویلپمنٹ گھانا (Centre for Democratic Development (CDD),Ghana) کے ممبر تھے۔ Ghana Integrity Initiative کے وائس چیئرمین تھے۔ نیشنل پیس کونسل (National Peace Council) کے ممبر تھے اور وہاں کی سیاسی حکومتوں کو آپس میں امن سے حکومت جاری رکھنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ کو فاؤنڈر (Co-Founder) اینڈ نیشنل پریذیڈنٹ فار کونسل آف ریلیجنز تھے اس میں مختلف مذاہب کے لوگوں کی نمائندگی تھی۔ نیشنل reconciliation کمیشن کے ممبر رہ چکے تھے۔

جب یہ 1974ء میں یہاں تھے، اور پاکستان میں جماعت احمدیہ پر حالات بڑے خطرناک ہو گئے تھے، مظالم ہو رہے تھے جو ابتلاء کا دور تھا تو وہاب صاحب نے یہاں امام مسجد فضل کے ساتھ مل کے دن رات کام کیا اور مسلسل کئی کئی راتیں جاگتے گزاریں اور خبروں کو برطانوی پریس اور دوسرے میڈیا تک پہنچایا۔ 1973ء میں وہاب صاحب کو مسلم ہیرلڈ کا نائب ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ اس رسالہ میں انہوں نے دو نئے کالم شروع کئے۔ ایک لندن ڈائری کے نام سے تھا جس میں مہینے کی کارگزاری رپورٹ شائع ہوتی تھی اور دوسرا کالم Your Questions Answered کے نام سے تھا جس میں مختلف لوگوں کے موصول ہونے والے سوالات کے مدلل جوابات ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ مرحوم نے لندن مشن کے سٹڈی سرکل میں متعدد مضامین پیش کئے جو بالخصوص نئی نسل کے سوالات کے جواب ہوتے تھے۔

نائب صدر مملکت گھانا کویسی بیکوئی امیسا آرتھر (Kwesi Bekoe Amissah-Arthur) کہتے ہیں کہ وہ ہماری قوم کا ایک عظیم الشان رہنما تھا۔ حکومت گھانا اس عظیم الشان رہنما کی وفات پر ان کے اہل خانہ اور احمدیہ مسلم مشن کے ساتھ غم میں برابر کی شریک ہے۔ ہم میں سے بہت سے مولوی وہاب آدم کو

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ان کی اس ملک میں امن کی فضا پیدا کرنے کی کوششوں کے لئے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اسی طرح ان کی اور احمدیہ مسلم مشن کی جس کی انہوں نے کئی سال تک قیادت کی ہے، تعلیم کے فروغ کے لئے کی گئی کوششوں کو بھی فراموش نہ کر سکیں گے۔ سکالر اور مذہبی رہنما کو غمگین دل کے ساتھ الوداع کہتے ہوئے دعا گو ہیں کہ جس امن کے قیام کے لئے انہوں نے کوشش کی تھی وہ ہمارے ملک میں قائم و دائم رہے۔

اسی طرح سابق صدر گھانا جان اجیکم کوفور (John Agyekum Kufuor) صاحب کہتے ہیں کہ ایک بہت بڑے مذہبی اور قومی رہنما تھے۔

پھر ڈاکٹر مصطفیٰ احمد جو ممبر آف پارلیمنٹ اور منسٹر آف سٹیٹ بھی ہیں۔ یہ مسلمان ہیں۔ وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گھانا نے اپنا ایک قابل فخر بیٹا کھو دیا۔ انہوں نے امن کے قیام کے لئے جو کاوشیں کی ہیں اس سے قوم مسلسل فائدہ اٹھاتی چلی جائے گی اور ہم آپ کو ہمیشہ ہماری ترقی و کامیابی میں بیش بہا خدمات کی وجہ سے یاد رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

چارلس جی پالمر بکل (Charles G. Palmer Buckle) جو کیتھولک آرچ بشپ آف اکرا (Accra) ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدمت انسانیت کے انتھک علمبردار تھے۔ امن کا پیامبر بن کر خدا کی محبت کو بانٹتے رہے۔ مولوی جن اعلیٰ نظریات پر قائم تھے اور جن کے لئے انہوں نے کام کیا ان کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے۔

پھر ریورنڈ پروفیسر ایمانوئل اسانٹے (Most Rev. Prof. Emmanuel Asante) جو کہ میتھوڈسٹ (Methodist) کے صدر بشپ ہیں اور نیشنل پیس کانفرنس کے چیئرمین ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ ایک امن پسند، محبّ وطن اور اتحاد کی کوشش کرنے والا اچانک خدا کی طرف چلا گیا۔ نیشنل پیس کانفرنس ہمیشہ آپ کے ان اصولوں کو قائم رکھے گی جو انہوں نے قیام امن کے لئے اپنائے۔

پھر اسی طرح اور لوگوں نے بھی (اپنے تاثرات) دیئے ہیں۔ وزارت خارجہ کا نمائندہ حاجی محمد گاڈو صاحب جو کہ گورننگ کونسل اور گھانا کونسل مذاہب برائے امن کے نائب چیئرمین ہیں، کہتے ہیں 'ہم نے مسلم کمیونٹی گھانا کا ایک بڑا ستون کھو دیا ہے۔ دوسری دنیا میں تو احمدی مسلمان نہیں ہیں لیکن یہاں مسلمانوں کی جو تنظیمیں ہیں کہہ رہی ہیں کہ ہم نے مسلم کمیونٹی گھانا کا ایک بڑا ستون کھو دیا ہے۔ انہوں نے مختلف مذاہب کے درمیان روابط کے پل استوار کئے۔ مولوی وہاب آدم نہایت قابل، عظیم اور اتحاد قائم کرنے والے رہنما تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ خدمت انسانیت کے لئے صرف کیا اور رابطوں کو استوار کیا۔

پھر ان کے بیٹے حسن وہاب نے ان کے بارے میں کچھ حالات لکھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ والد صاحب خلافت احمدیت کے حقیقی وفا شعار تھے۔ ہر امر میں خلیفہ وقت سے ضروری رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ بسا اوقات چھوٹی چھوٹی باتیں بھی خلیفہ وقت کی خدمت میں بغرض رہنمائی لکھتے۔ مثال کے طور پر اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے جب بیماری کی وجہ سے کافی کمزور ہو گئے تو ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال جانے کے لئے کہا۔ اس پر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو جواب دیا کہ پہلے خلیفہ وقت کی خدمت میں لکھ کر اجازت لے لو پھر جاؤں گا۔

شکر گزاری کے بارے میں ان کے بیٹے لکھتے ہیں۔ زندگی کا وسیع تجربہ رکھتے تھے اور اس حوالے سے جو بھی واقعات سناتے ان کا ہمارے اخلاق پر بہت گہرا اثر ہوتا۔ 1990ء میں جب ان کا ایک بیٹا ملک سے باہر گیا تو اس نے وہاب صاحب کو شکایت کی کہ گھر سے رابطہ کرنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ بہت دیر سے خط پہنچتا ہے۔ اس دور میں انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ کی اتنی سہولت میسر نہیں تھی۔ اس پر وہاب صاحب نے اسے بتایا کہ دیکھو جب میں ربوہ تعلیم حاصل کر رہا تھا تو میری ماں تک میرے خطوط پہنچنے میں چھ مہینے کا وقت لگتا تھا۔ آپ لوگوں کو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ آج کل سہولتیں میسر ہیں۔

پھر محنت کی عادت کے بارے میں کہتے ہیں کہ بعض اوقات ہم نے دیکھا کہ فجر کی نماز کے بعد کام شروع کرتے اور سوائے نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے سارا دن اور ساری رات یہاں تک کہ اگلی فجر کا وقت آ جاتا تا کام میں مصروف رہتے۔ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں جب آپ بیماری کی وجہ سے زیادہ بیٹھ نہیں سکتے تھے تو انہیں لیٹ کر کام کرتے دیکھا ہے۔ لیٹے لیٹے لمبے چوڑے خطوط لکھتے اور نوٹس لکھتے تھے۔ آخر تک ان کے خط مجھے آتے رہے ہیں۔ خاص طور پر مجھے جو خط لکھتے تھے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اور ایک خوبی یہ بھی کہ اردو میں لکھتے تھے۔

خوش مزاجی صبر اور حوصلے کے بارے میں ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ بہت خوش مزاج انسان تھے۔ مثال کے طور پر بیماری کے دنوں میں ہمیں پتا تھا کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور زندگی کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے کبھی اپنی تکلیف کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ جب بھی ہم ان سے پوچھتے تو یہی کہتے کہ اب پہلے کی نسبت بہتر ہیں حالانکہ ہمیں نظر آ رہا تھا کہ وہ دن بدن کمزور ہو رہے ہیں۔ اپنی بیماری کے ان سخت ایام میں بھی ہمیں لطائف سناتے رہے۔

ان کو جیسی بیماری تھی اس کا بڑے صبر سے انہوں نے مقابلہ کیا ہے اور یہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ پر کامل ایمان ہو اور یہ صبر جو ہے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا ہو۔ اُس وقت بعض لوگ اظہار کرتے رہے کہ شاید ان کو پتا نہیں کہ بیماری کی شدت کیا ہے۔ ان کو کینسر کی بیماری تھی، پینکریاز (Pancreas) کا کینسر تھا۔ لیکن لوگ غلط تھے، ان کو سب کچھ پتا تھا۔ یہ اس بات پر راضی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسی زندگی دی الحمدللہ بڑی اچھی دی اور اس بات پر بھی راضی تھے کہ اللہ تعالیٰ بیماری سے شفا دے یا جو بھی اس کی تقدیر ہے وہ آ جائے۔ اس بارے میں زبیر خلیل صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ برس جرمنی میں چیک اَپ کروانے کے لئے خاکسار کو ان کے ساتھ سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس جانے کی توفیق ملی۔ ڈاکٹر نے جب ان کی جان لیوا بیماری کے بارے میں مطلع کیا تو ہنس کے فرمانے لگے۔ میرا ایک خدا ہے اور خلیفۂ وقت کو بھی ہم دعا کے لئے کہتے ہیں جو ہمارے لئے دعائیں کرتا ہے۔ اگر اللہ کی مرضی میری وفات میں ہے تو مَیں اس پر بھی راضی ہوں۔ ڈاکٹر یہ باتیں سن کر بڑا متأثر ہوا۔

یہی لکھنے والے لکھتے ہیں کہ مَیں نے ایک خواب میں دیکھا تھا جس میں آپ ٹی وی پہ یہ کہہ رہے ہیں، اعلان کر رہے ہیں کہ امیر غانا تو ایک نور ہے۔

پھر ان کے بیٹے مہمان نوازی کے متعلق کہتے ہیں کہ جو بھی ان سے ملنے کے لئے جاتا تو خود جوس پیش کرتے۔ ہمارے بہت سے مسلمان اور غیر مسلم دوستوں نے مجھے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ وہاب صاحب ہمارے ساتھ اپنے بچوں جیسا سلوک کرتے۔ جب بھی کوئی ان سے مشورہ مانگتا ہمیشہ ان کی مدد کرتے۔

گھانا میں کوکونٹ (cocconut) خاص طور پر بہت ہوتا ہے اور پیش کیا جاتا ہے اور یہ خاص طور پر مہمانوں کو پیش کرنے کے لئے فریج میں رکھتے ہیں۔ پچھلے دنوں ہمارے مبارک ظفر صاحب گئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیماری کے باوجود ان کی کوشش یہ تھی کہ خود کھول کے سٹرا (Straw) ڈال کے پیش کریں۔ ہاتھ پوری طرح اٹھا نہیں سکتے تھے تو پھر دوسروں کی مدد سے انہوں نے سٹرا (Straw) ڈالنے کی کوشش کی۔ آخری بیماری تک یہ وصف جو مہمان نوازی کا تھا اس کو انہوں نے پوری طرح نبھانے کی کوشش کی۔

بشارت بشیر صاحب کی اہلیہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ وہاب صاحب نے جب تعلیم مکمل کی خدا کے فضل سے کامیاب مبلغ بنے۔ وہاب صاحب کی طبیعت میں شروع سے ہی بہت انکساری تھی۔ 1954ء میں میری شادی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہاب صاحب ہمارے گھر آتے اور مجھے کہتے کہ مولانا کے بوٹ دے دیں۔ یعنی بشارت بشیر صاحب کے بوٹ دے دیں، مَیں نے پالش کرنے ہیں۔ مَیں بہت گھبرا جاتی کہ مبلغ بننے والے بچے سے میں یہ خدمت لوں؟ لیکن ان کا اصرار ہوتا تھا اس لئے کہ جو احسان انہوں نے ربوہ لا کر مجھ پر کیا اس کو ہر صورت میں اتاریں اور ویسے بھی استاد کی عزت ان کے دل میں تھی۔ اسی طرح انہوں نے بشارت بشیر صاحب کی وفات پر ایک بڑا مضمون لکھا اور جب انہوں نے اس کا ذکر کیا تو اس سے بڑے خوش بھی ہوئے۔

ان کے بیٹے احمد لی کا واقعہ لکھتے ہیں کہ بہت سے واقعات ہیں جب انہوں نے لوگوں کی مدد کے لئے اپنے تعلقات استعمال کئے اور ایسے لوگوں کی بھی مدد کرتے جنہیں وہ پہلے نہ جانتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بیوہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ وہ بیوہ ہو گئی ہے اور چاہتی ہے کہ کوئی چھوٹا سا کام شروع کر کے اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے جس کے لئے اس کو مالی مدد کی ضرورت ہے۔ والد صاحب اس بیوہ خاتون سے پہلے کبھی نہیں ملے تھے لیکن اس کی مدد کی تا کہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکے۔

بچوں سے اور دوسروں سے بھی ہمیشہ بڑا حسن سلوک کرتے تھے۔ ہر بچے کو جب بھی ملتے ان کو تحفے غبارے اور چاکلیٹ جو ان کی جیب میں ہوتے تھے، دیا کرتے تھے۔ بلکہ کسی نے مجھے شکایت کی کہ ان کا سلوک ایسا ہے (یعنی اچھا نہیں)۔ اس پر مَیں نے انہیں کہا مجھے یقین تو نہیں لیکن ان کو میں نے بھیج دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا میں تو ہمیشہ اپنے پاس سے اپنے اوپر تنگی کر کے بھی لوگوں کا خیال رکھتا ہوں لیکن بہر حال ایسا طبقہ ہوتا ہے جو شکایتیں کرنے پہ تُلا ہوتا ہے چاہے اس سے اچھا سلوک بھی کیا جائے۔

اسی طرح خلافت کے ساتھ تعلق اور وابستگی کے بارے میں یا کوئی کام پوچھے بغیر نہیں کرنا (اس بارہ میں) ڈاکٹر تاثیر صاحب جو گھانا میں ڈاکٹر ہوتے تھے، لکھتے ہیں کہ وہاب صاحب کا ایک وصف یہ تھا کہ اطاعت ہمیشہ کرنی ہے۔ کہتے ہیں خلافت رابعہ میں ایک بار ایک غیر احمدی ریڈیوگرافر کی طرف سے ایکسرے پلانٹ لگانے کی تجویز ہوئی جس میں بظاہر ہسپتال کو فائدہ اور سہولت دکھائی دے رہی تھی۔ کہتے ہیں جب مَیں نے وہاب صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے کہ کوئی بات طے کرنے سے پہلے جب تک خلیفہ وقت سے اجازت نہیں مل جاتی یہ نہیں کرنی۔ ان سے اجازت لو پھر آگے بات چلانا۔ چنانچہ جب اجازت لی گئی تو اجازت نہیں ملی اور اس طرح بہت سی قباحتوں سے بچ گئے۔

محمود ناصر ثاقب صاحب مالی کے امیر جماعت ہیں۔ محمود ناصر صاحب پہلے برکینا فاسو میں بھی رہے ہیں۔ کہتے ہیں وہاب صاحب وہ مبلغ تھے جو ہم پیچھے آنے والوں کے لئے ایک نیک نمونہ بنے۔ کہتے ہیں خاکسار کو ان کے ساتھ متعدد دفعہ ملنے کا موقع ملا۔ خاکسار نے سبغ تینگا گاؤں میں وہ جھونپڑی دیکھی ہے جس میں برکینا فاسو میں وہاب صاحب کا قیام ہوتا تھا۔ وہاب صاحب کی کوشش سے 1986ء میں جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی رجسٹریشن ہوئی۔ اور 2005ء میں برکینا فاسو کے جلسہ سالانہ میں جب ان

کو میں نے نمائندہ بنا کر بھجوایا تو انہوں نے اپنی بہت سی یادیں وہاں تازہ کیں کہ کن حالات میں وہ برکینا فاسو آئے تھے۔ جماعت کی کس طرح رجسٹریشن ہوئی۔ بہت مشکلات تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُور ہوئیں۔

برکینا فاسو کی جماعت انہی کے ذریعہ سے قائم ہوئی ہے۔ ہم بھی دیکھا کرتے تھے کہ یہ جاتے تھے۔ پھر خلافت جوبلی کے جلسے پہ برکینا فاسو سے سائیکلوں کا قافلہ چلا تو ان کو پیغام بھجوایا کہ میں خود ٹمبالے آ کر ان کا استقبال کروں گا اور باوجود مصروفیت کے یہ دو تین سو میل کا سفر کر کے وہاں گئے اور ان کا بارڈر پر استقبال کیا۔

چند سال پہلے ایک دفعہ افریقہ کے لوگوں کو مَیں نے کہا تھا کہ یہ مشہور ہے کہ احمدی حج نہیں کرتے اور غیر احمدیوں نے بڑی افواہیں پھیلائی ہوئی ہیں اس لئے ہمارے مبلغین کو حج کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ایک سکیم شروع کی تھی۔ تو حافظ مشہود صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے وہاب صاحب سے کہا کہ مختلف لوگوں کے لئے آپ نام پیش کرتے ہیں آپ خود کیوں نہیں جاتے۔ تو انہوں نے فوراً اس کا جواب دیا کہ مَیں پہلے ہی حاجی ہوں۔ کہتے ہیں مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی تو میری پریشانی دیکھ کے کہنے لگے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ ثالثؒ کے زمانے میں مَیں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا لیکن اس وقت غانا کے مذہبی امور کے جو وزیر تھے وہ مسلمان تھے۔ انہوں نے بڑی مخالفت کی اور میرا ویزا نہیں لگنے دیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے ان کی ملاقات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ ویزا نہ ملنے کی کیا وجوہات ہیں؟ جب انہوں نے یہ بتایا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کچھ دیر خاموش رہے، ان کو دیکھتے رہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ مجھے ابھی کشفاً اللہ تعالیٰ نے دکھایا ہے کہ تم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہو اور تمہارے ساتھ ساٹھ ستر ہزار لوگ طواف کر رہے ہیں۔ تو کہتے اس لئے مَیں تو پہلے ہی حاجی ہوں۔ already حاجی ہوں اس لئے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

صبر ان کی ایک بڑی خاصیت تھی۔ کہتے ہیں صبر کی حالت دماغ پر نقش ہے کہ جس روز ان کے ایک داماد جو امریکہ میں تھے شہید ہو گئے۔ وہاں کسی نے ڈاکہ ڈالا اور ان کو ان کی جگہ پر قتل کر دیا تو کہتے ہیں اس روز جامعہ احمدیہ غانا کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات تھی۔ پروگرام پر آنے سے قبل امیر صاحب کو یہ اطلاع مل گئی تھی۔ ظاہر ہے ایک باپ کی حیثیت سے فکر ہونی چاہئے کہ جوان بیٹی بیوہ ہو گئی ہے اور اس کے تین بچے ہیں۔ لیکن تین چار گھنٹے اس فنکشن میں شامل رہے اور چہرے پر بالکل آثار نہیں آنے دیئے کہ یہ واقعہ ہو چکا ہے اور تمام فنکشن بڑی مسکراہٹ سے گزارا اور شام کے وقت جب سب کچھ ختم ہو گیا پھر ہمیں بتایا کہ یہ حادثہ ہو گیا اور میری بیٹی جو ہے وہ آج بیوہ ہو گئی، جوان داماد جو ہے اس کو اس طرح قتل کر دیا گیا ہے۔

ایک دوست قانات بیگ صاحب جو رشین ہیں وہ کہتے ہیں کہ 2008ء میں جلسہ سالانہ گھانا میں شمولیت کی توفیق ملی۔ مجھے امیر صاحب گھانا کی طرف سے ان کی رہائش پر دعوت دی گئی۔ اپنے روایتی لباس میں مجھے ملے۔ گلے لگایا اور اس انداز میں ملے کہ میری سفر کی پانچ دن کی جو تھکاوٹ تھی بالکل دور ہو گئی۔ اور کہتے ہیں ابھی بھی جب میں تصویر دیکھتا ہوں تو ان کے ہاتھوں کی گرمی محسوس کرتا ہوں۔ مجھے آپ کی یہ ادا بھی بڑی پسند آئی کہ آپ کے ساتھ صدر مملکت کرسی پر بیٹھے تھے تو آپ نے جو عزت صدر مملکت کو دی وہی عزت ڈیوٹی والے کو دی جو کہ دھوپ سے بچنے والی بڑی چھتری لئے کھڑا تھا۔ آپ نے دونوں سے ایک ہی انداز میں باری باری پوچھا کہ آپ تھک تو نہیں گئے آپ کو پیاس تو نہیں لگی۔ یعنی غریب اور امیر دونوں کا خیال رکھا۔

کہتے ہیں جہاں گیسٹ ہاؤس میں ہماری رہائش تھی تو وہاں مسجد میں لائنوں میں صفیں عموماً بچھی ہوئی نہیں ہوتیں۔ وہاب صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ صفیں سیدھی ہیں کہ نہیں۔ تو یہ جو مہمان آئے ہوئے تھے رشین ان کے نیچے جائے نماز نہیں تھی۔ ان کو خیال ہوا کہ شاید یہ فرش پر صحیح طرح نہ پڑھ سکیں تو وہاب صاحب نے اپنی جائے نماز اٹھا کر ان کو دے دی اور خود اسی طرح نماز پڑھی۔ کہتے ہیں اگلے دن سے پھر باقاعدہ دو جائے نمازیں لے کر آیا کرتے تھے۔

ماجد صاحب کہتے ہیں کہ خلافت سے جو اُن کا تعلق تھا اور جس طرح اطاعت کرتے تھے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ایک واقعہ کہتے ہیں کہ یہاں گزشتہ سال دوپہر کے وقت دفتر آئے۔ سارے کھانا کھا رہے تھے تو کہتے ہیں کہ گھانا فون کرنا ہے۔ کہتے ہیں اس پر مَیں نے ان کو کہا کہ امیر صاحب پہلے کھانا کھا لیں پھر فون کر لیتے ہیں۔ کہنے لگے نہیں۔ خلیفۂ وقت کا یہ ارشاد ہے جو ابھی ملا ہے، مَیں نے اسے فوری پہنچانا ہے کہ وہاں اس پر کام شروع ہو جائے۔ کھانا تو بعد میں کھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فون کیا۔ میرا جو پیغام تھا وہ پہنچایا اور فوری طور پر اس پر کام کر کے رپورٹ دینے کا کہا۔

اسی طرح عاجزی انکساری یہ تھی کہ وہاب صاحب دفتر میں بیٹھے ہوتے تو ماجد صاحب کو دیکھتے ہی بار بار اس لئے کھڑے ہو جاتے تھے کہ آپ ہمارے افسر ہیں، ہمارا فرض ہے کہ احترام کریں۔

ایک دفعہ دفتر میں یہ لوگ کھانا کھا رہے تھے تو شاید اس کھانے میں نمک زیادہ تھا۔ ماجد صاحب بلڈ پریشر کی وجہ سے نمک نہیں کھاتے۔ تو وہاب صاحب خاموشی سے اٹھے، گیسٹ ہاؤس گئے، اپنا کھانا جو تھا وہاں سے لے کے آ گئے اور کہا کہ مَیں نے چیک کیا ہے اس میں نمک کم ہے۔ تو یہ ہیں وہ لوگ جو قرآنی حکم کے مطابق اپنے نفسوں کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں۔

قریشی داؤد صاحب بھی کچھ عرصہ گھانا میں رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ریجنل مشنری کے علاوہ اردو ڈاک کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میں رخصت پر پاکستان گیا تھا۔ واپس آیا تو کسی دوست کو کہا کہ فلاں وقت رات گیارہ بجے فلائٹ آنی ہے تم مجھے لینے آ جانا۔ کہتے ہیں جب مَیں جہاز سے اتر کر باہر آیا ہوں تو میری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ اس وقت بھی رات کو عبدالوہاب آدم صاحب ایئر پورٹ کے اس دروازے پر کھڑے تھے جہاں سے اتر کر ائیر پورٹ میں داخل ہوتے ہیں اور امیگریشن وغیرہ کلیئر کروا کے اور دعا کے ساتھ پھر انہوں نے ان کو آگے رخصت کیا اور کہتے ہیں کہ خلفاء کے خط لکھوانے کا احترام اس طرح سکھایا کہ بعض دفعہ خلیفہ وقت کو اردو خط لکھتے ہوئے رپورٹ میں کوئی غلطی ہو جاتی تھی، تصحیح کے لئے جب اس پہ ٹپکس (Tippex) لگاتے تھے تو کہتے تھے اس طرح نہیں۔ یہ پورا خط دوبارہ لکھو کیونکہ خلیفہ وقت کے پاس اس طرح جانا بے ادبی ہے۔

مرزا نصیر احمد صاحب بھی لکھتے ہیں کہ کام کو دوسرے وقت پر اٹھا نہیں رکھتے تھے۔ بڑے جذبے سے کام کرتے تھے اور کام ختم کر کے ہی اٹھتے تھے۔ اسی طرح دوسروں کو بھی بڑا encourage کرتے تھے جو کام کرنے والے ہیں۔ اور ایک دفعہ وا (Wa) میں جو وہاں سے تین چار سو کلومیٹر دور ہے ایک فنکشن تھا۔ مرزا صاحب کو ساتھ لے گئے۔ وہ کچی اور بڑی ٹوٹی ہوئی سڑک ہے۔ صرف کچی نہیں بلکہ بے انتہا جھٹکے۔ خیر بڑا لمبا سفر کر کے جب وہاں پہنچے تو پتا لگا کہ فنکشن تو ملتوی ہو گیا ہے۔ اور بڑا تکلیف دہ سفر ہوتا ہے لیکن کچھ انہوں نے اظہار نہیں کیا اور کسی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا گو کہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے وہاں پہلے اطلاع دے دی تھی لیکن تار کا نظام بھی ایسا ہی تھا کہ اطلاع نہیں پہنچ سکی۔

پھر بہت سارے لوگ ہیں، ایسے واقفین زندگی ہیں جو لکھتے ہیں کہ ہمارے بچوں کے لئے بعض دفعہ وہاں حالات کی وجہ سے دودھ وغیرہ میسر نہیں ہوتا تھا تو فوراً اس کا انتظام کرتے تھے۔ یہ مجید بشیر صاحب نے اور ان کے علاوہ اَوروں نے بھی لکھا۔ پھر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کہتے ہیں کہ ربوہ میں ایک دفعہ ملے تو تعارف نہیں تھا۔ پھر میں نے بتایا کہ مَیں مولانا غلام باری سیف صاحب کا بیٹا ہوں۔ تو پھر دوبارہ اٹھ کے گلے لگایا کہ آپ تو میرے استاد کے بیٹے ہیں اور بڑے احترام سے پیش آئے۔

رشین ڈیسک والے خالد صاحب کہتے ہیں کہ جب مَیں نے ایک دفعہ ان کو بتایا کہ میں رشیا سے آیا ہوں تو کہنے لگے تم بڑے خوش قسمت ہو۔ .You are very lucky person۔ کہتے ہیں میں نے حیران ہو کر کہا یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ آپ اور آپ کے مبلغین جو وہاں رشیا میں کام کر رہے ہیں بڑے خوش قسمت ہیں۔ تو اس پر کہنے لگے کہ ایک نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ وہاں بڑی تعداد میں جماعت پھیل جائے گی اور خوب ترقی ہو گی تو آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اس کا حصہ بن رہے ہیں۔ پس یہ یقین تھا اور اس یقین پر اظہار کہ جن مبلغین نے ابھی وہاں قدم رکھے ہیں انہیں بھی مبارک ہو کہ وہ اس آئندہ تاریخ کا حصہ بننے والے ہیں۔

اسی طرح ملک مظفر صاحب کہتے ہیں۔ سیاسی اثر و رسوخ کا ایک دفعہ اس طرح اندازہ ہوا کہ خاکسار اکرا (Accra) سے ٹیما (یہ دو شہر ہیں) جا رہا تھا۔ راستے میں بیریئر (Barrier) تھا، وہاں اخبار فروخت ہو رہا تھا۔ اخبار کے سرورق پر وہاب صاحب کی نمایاں فوٹو نظر آئی تو میں نے مقامی مبلغ سے معلوم کرایا تو انہوں نے بتایا کہ ابھی چند ہفتے پہلے گھانا میں جنرل الیکشن ہوئے تھے اور موجودہ پارٹی اور حزب اختلاف نے صرف معمولی فرق کے ساتھ الیکشن جیتے تھے جو کہ حکومت مان نہیں رہی تھی۔ اس موقع پر بڑے ہنگامے اور بدامنی کا خطرہ تھا۔ وہاب صاحب نے دونوں پارٹیوں کے لوگوں سے مل کر پرامن انتقال اقتدار کے لئے جو بھرپور کوشش کی ہے یہ خبر اسی کے لئے ہے اور قوم اس کو سراہ رہی ہے۔

شمشاد صاحب آجکل امریکہ میں مبلغ ہیں۔ یہ گھانا میں بھی رہے ہیں۔ کہتے ہیں میرا تبادلہ سیرالیون ہو گیا تو مَیں جس شہر میں تھا وہاں کے لوگ ایک وفد بنا کر امیر وہاب صاحب کے پاس گئے کہ ان کو ابھی یہیں رہنا چاہئے تو اس پر وہاب صاحب نے کہا دیکھو ایک جماعت کا صدر اپنی جماعت کی فلاح و بہبود چاہتا ہے کہ وہاں ترقی ہو۔ ریجنل چیئرمین چاہتا ہے کہ وہاں ریجن میں ترقی ہو۔ ملک کا امیر چاہتا ہے کہ اس کے ملک میں ترقی ہو تو سب سے اوپر ہمارے خلیفۃ المسیح ہیں کہ جو سب دنیا میں ترقی دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے کون سا آدمی کہاں موزوں ہے ان کو سب سے زیادہ پتا ہے۔ اگر اس کا تبادلہ گھانا سے سیرالیون میں ہو رہا ہے تو ان کو پتا ہے کہ اس کی خدمات کی وہاں ضرورت ہے۔ اگر خلیفۃ المسیح کو یہ لکھا جائے کہ یہاں رہنے دو تو یہ سوءِ ادبی ہے۔ اور پھر ان کو بتایا، سمجھایا کہ دیکھو مَیں آپ کے جذبات کا احترام کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود خلیفۃ المسیح کے حکم کی تعمیل ہمارا فرض ہے اور پھر مزید ان کو پھر اہمیت بتائی کہ خلافت کی کیا اہمیت ہے اور کیا برکات ہیں۔ اس طرح ان لوگوں کو بھی مزید یہ ادراک اور فہم حاصل ہوا کہ کس طرح خلافت کا احترام کرنا ہے۔

مبارک صدیقی صاحب ایک واقعہ اور لطیفہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہاب آدم صاحب یہاں

آئے تھے تو ایک دن میری ٹیکسی پر بیٹھے اور لندن مسجد چلنے کے لئے کہا۔ مَیں تو انہیں جانتا تھا لیکن وہ نہیں جانتے تھے۔ مجھے شرارت سوجھی (وہ حسب عادت کرتے رہتے ہیں) کہتے ہیں کہ مَیں نے ان سے کہا کہ آپ اس مسجد میں کیوں جا رہے ہیں؟ وہ تو احمدیوں کی مسجد ہے۔ یہ سنتے ہی وہاب صاحب نے تبلیغ شروع کر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کا ظہور ہو چکا ہے اور پوری تحقیق کے بعد ہم نے انہیں مان لیا ہے اور تم لوگ بیٹھے ہوئے ہو، قبول نہیں کر رہے۔ تو وہاں مسجد فضل پہنچ کر بہت دیر تک بیٹھے رہے، مجھے تبلیغ کرتے رہے۔ کہتے ہیں مَیں نے ان کو مذاقاً اس وقت بڑی سنجیدگی سے کہا کہ سنا ہے آپ کا کلمہ بھی الگ ہے۔ اس پر انہوں نے کہا ہمارا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ پھر مجھے بازو سے پکڑ کے کھینچنے لگے کہ اندر آؤ میں تمہیں مسجد پہ لکھا ہوا دکھاتا ہوں۔ خیر کافی دیر کے بعد میں نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ مَیں تو آپ کو جانتا ہوں بلکہ آپ کا بڑا مدّاح ہوں اور احمدی ہوں اور حلقے کا قائد بھی ہوں، مَیں مذاق کر رہا تھا۔ خیر اس پر بہت ہنسے۔ انہوں نے کہا اگر تم مجھے نہ بتاتے تو مَیں نے تمہیں اٹھا کر لے جانا تھا۔ اور انہوں نے ان کو اٹھا کے لے بھی آنا تھا۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ربوہ میں امیر مقامی رہے۔ تو عطاء المجیب صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے بھی یہ یاد ہے کہ خلیفۃ المسیح الثالث چند روز کے لئے ربوہ سے باہر اسلام آباد گئے۔ وہاب صاحب کو امیر مقامی مقرر کیا اور مولانا ابوالعطاء صاحب کو نائب امیر مقرر کیا اور یہ ہمیشہ اس پر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ بلکہ جب میں گھانا میں تھا تو مجھے بھی انہوں نے کئی دفعہ بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مجھے ایک سبق دینا چاہتے تھے، ایک نصیحت کرنا چاہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا اپنا انداز تھا اور نصیحت تھی کہ بعض گھانین کی بعض باتیں بعض جگہ سے پہنچ رہی تھیں کہ ہمارا جو گھانین مشنری ہے، قابل ہے، لائق ہے اس کو کیوں ہمارا امیر نہیں بنایا جاتا۔ کیوں ہمارا امیر پاکستانی ہے۔ تو یہ سبق تھا کہ تم اپنے گھانا کی باتیں کر رہے ہو، مَیں تمہیں ربوہ کا امیر مقامی بنا رہا ہوں۔ خود وہاب صاحب اس پر ہمیشہ کہتے تھے کہ مجھے اس سے بڑی نصیحت حاصل ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ پھر انہوں نے وہاں کی جماعت میں خلافت کے لئے ایک بڑا احساس پیدا کیا، ایسا جو اُن کے دلوں میں گڑھ گیا۔

اسی طرح گزشتہ سال جب یہ یہاں تھے تو گھانا کی جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس سال جلسہ نہ کیا جائے، ہمارے انتظامات ٹھیک نہیں ہوتے۔ اس پر مَیں نے ذرا تھوڑا سا ناراضگی کا اظہار کیا اور وہاب صاحب کو کہا کہ آپ یہاں آ گئے ہیں اور لوگ اس قسم کی سوچیں سوچنے لگ گئے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو بلال صاحب کہتے ہیں کہ یہ اس بات پر بڑے افسردہ تھے۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے لیکن اس دن بڑی گہری سوچ میں رہے اور ان کو فون کیا تو دھیمی آواز میں ہلکی آواز میں کچھ کہتے بھی رہے۔ کہتے ہیں کہ صرف یہ ایک واقعہ ہے جب مَیں نے ان کو سنجیدہ اور فکرمند دیکھا ہے۔

بہرحال ان کی جو یہ بے چینی تھی، جو سوز تھا یہ خلافت سے محبت کا اظہار تھا۔ پھر یہاں سے علاج کے بعد جب گئے ہیں تو تمام عاملہ سے پھر انہوں نے مجھے معافی کا خط لکھوایا کہ ہمارے سے غلطی ہو گئی ہے اور جلسہ انشاء اللہ ہو گا۔ اور پھر جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا اور بڑا کامیاب ہوا اور پھر یہ بھی لکھا کہ اس سال کا جلسہ گزشتہ سالوں کے جلسوں سے زیادہ کامیاب ہوا ہے اور سہولیات بھی بہتر رہی ہیں۔

پس یہ یقیناً خلافت کی اطاعت کی وجہ سے تھا اور جس طرح میرے ہر فیصلے پر ان کا یہی کہنا تھا کہ میں نے تو ماننا ہے اور نبض کی طرح ساتھ چلنا ہے۔

فہیم بھٹی صاحب کہتے ہیں کہ بڑے بے نفس تھے۔ ایک دن میں گیا ہوں تو حالانکہ بیمار تھے پھر بھی سِنک میں برتن دھو رہے تھے۔ میں نے کہا میں دھو دیتا ہوں تو انہوں نے کہا نہیں کوئی ضرورت نہیں۔

خلیفۃ المسیح الثالث کے متعلق ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ وہاب صاحب چھٹی پر پاکستان گئے تو فرمایا تمہاری کوئی چھٹی نہیں اور دیہاتوں میں جا کر کام کرو۔ وہاب صاحب کہتے ہیں کہ دیہاتوں میں جا کر مجھے جو تجربہ ہوا اس سے مجھے بڑا فائدہ ہوا اور پھر مجھے خلیفہ وقت کے فیصلوں کی حکمت نظر آئی۔

ساری ساری رات جو لوگ کام کرنے والے تھے ان کو خود چائے وغیرہ پوچھتے، ان کا خیال رکھتے۔

سلیم الحق صاحب کہتے ہیں کہ جب یہ یہاں تھے تو گزشتہ سال ایک دن سپریم کورٹ گھانا کا کوئی فیصلہ آنا تھا۔ تو فجر کے بعد ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے میرا ٹی وی خراب ہو گیا ہے اور چل نہیں رہا۔ ٹھیک کر دیں کیونکہ میں نے خلیفہ وقت کو اس فیصلے کے بارے میں رپورٹ دینی ہے۔ تو کہتے ہیں مجھے تو پتا نہیں لیکن میرے بچے ٹھیک کر دیں گے۔ خیر بچوں نے ٹھیک کر دیا۔ اس پر بڑے خوش ہوئے پھر ان کو چاکلیٹ بھی دیئے۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے یہ ننھے مجاہد ہیں اور یہ بچے جو ہیں یہ جماعت کے روشن مستقبل اور ترقیات کا ذریعہ بنیں گے اور انشاء اللہ غالب بھی آئیں گے۔ اس طرح بچوں کو encourage کیا کرتے تھے۔

ابراہیم اخلف صاحب بھی ان کو ملے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کوئی ملاوٹ نہیں تھی۔ خلافت سے محبت اور عقیدت بہت زیادہ تھی۔ اسی طرح جو کوئی بھی مرکزی نمائندہ جاتا تھا اس کی بڑی عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ میں نے اپنا بھی ذکر کیا کہ مَیں وہاں رہا ہوں۔ کچھ دن شروع میں ان کے گھر بھی رہا ہوں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا، پاکستانی کھانوں کا وغیرہ۔ اور صرف میرا نہیں بلکہ ہر پاکستانی جو جاتا تھا اس کا خیال رکھتے تھے۔

ان کی ایک اور خوبی جو نوافل اور تہجد کی تھی میں نے دیکھی ہے۔ ایک دفعہ ہم ایک لمبے سفر کے بعد ٹمالے میں ناردرن ریجن میں تھے وہاں یہ آئے اور بڑی خراب سڑک تھی، بڑا تھکا دینے والا لمبا سفر تھا رات گیارہ بجے پہنچے۔ کھانا وانا کھایا۔ بارہ بجے فارغ ہوئے تو رات کو میری آنکھ کھلی اور باہر دیکھا تو مسجد کے صحن میں صفیں بچھی ہوتی تھیں اور وہاں انتہائی خشوع و خضوع سے نوافل پڑھ رہے تھے شاید رات کا ڈیڑھ بجا تھا۔ پتا نہیں کب سے پڑھ رہے تھے۔ آدھا پونا گھنٹہ شاید سوئے ہوں گے اور پھر نفل شروع کر دیئے۔ تھکاوٹ ہو یا کچھ ہو انہوں نے اپنے نوافل کبھی نہیں چھوڑے۔

ایک دفعہ ٹمالے میں ہی ایک مربی صاحب نے غیر از جماعت لوگوں کے سامنے اور میرے سامنے بڑا غلط رویہ ان کے ساتھ اپنایا۔ یہ تو کچھ نہیں بولے۔ مجھے غصہ آیا مَیں نے بھی ان مربی صاحب کو کچھ برا بھلا کہا۔ اِنہوں نے اردو میں صرف اتنا کہا کہ ان غیر لوگوں کے سامنے تو جماعتی وقار کا کچھ خیال رکھا کرو۔ لیکن خاموش رہے۔ پھر انہوں نے مجھے کہا کہ دیکھو یہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کی اس بات کا غیر احمدیوں پر کیا اثر پڑے گا۔ بڑا درد تھا اور صرف فکر تھی کہ جماعتی وقار اثر انداز ہو رہا ہے۔ بہرحال ایسے لوگ پھر وقف میں رہتے بھی نہیں۔ وہ مربی صاحب مرکز واپس گئے اور پھر وقف سے فارغ بھی کر دیئے گئے۔ لیکن اس وقت وہاب صاحب کے صبر کو دیکھ کے مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ حالانکہ امیر تھے کوئی بھی ایکشن لے سکتے تھے۔

جب میں گھانا میں ہی تھا تو کئی مرتبہ بڑے درد سے مجھ سے ذکر کیا کہ بعض مربیان جو ہیں وہ محنت کرتے ہیں اور بہت محنت کرتے ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل کام نہیں کرتے اور جواب دے دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ کام نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ تبلیغ کے نئے سے نئے راستے کھولنے چاہئیں اور ہمیں پیغام پہنچانا چاہئے اور ان کی یہ بات سو فیصد صحیح تھی کہ بعض صرف یہی سمجھتے ہیں کہ جو طریق جاری ہو گیا ہے بس اس پر چلتے رہو اور لکیر کے فقیر بنے رہو۔ نئے نئے راستے نہ نکالو۔ بہرحال وہاب صاحب کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ ہر جگہ احمدیت کا پیغام پہنچے۔ صحیح اسلام کا پیغام پہنچے اور اس کے لئے خود کوشش بھی کرتے تھے۔ دوسروں سے بھی بڑی توقع رکھتے تھے اور اس کے لئے بے چین رہتے تھے۔ دعائیں کرتے تھے۔ پھر لالچ بھی کوئی نہیں تھی۔ شروع میں جماعت کی طرف سے کارکنوں کو پاکستان میں ربوہ میں سستی قیمت پر کچھ پلاٹ ملا کرتے تھے۔ اب گزشتہ سال انہوں نے یہاں علاج پر جماعت کا جو پیسہ خرچ ہو رہا ہے، شاید اُسے compensate کرنے کے لئے مجھے لکھا کہ وہ پلاٹ جو ہے جس کی لاکھوں روپے میں قیمت تھی وہ مَیں جماعت کو دینا چاہتا ہوں اور جماعت کو دے رہا ہوں۔ تو یہ بھی ہے کہ ان کو اس طرح کوئی دنیاوی لالچ بھی نہیں تھا۔ وہ کم از کم بیس پچیس لاکھ کی جائیداد انہوں نے جماعت کو دی۔ ان کی وفات بھی بڑے سرکاری اعزاز کے ساتھ ہوئی اور صدر مملکت نے وہاں اپنے سٹیٹ ہاؤس میں ان کا جنازہ منگوایا وہیں پڑھوایا حکومتی پروٹوکول پورا دیا۔ جنازہ لے جانے کے لئے حکومت کی جانب سے پولیس اور آرمی اور پیرا ملٹری فورسز کی گاڑیوں نے مکمل اعزاز دیا۔ پھر وہاں پوری کارروائی ہوئی اور سٹیٹ ہاؤس میں مختلف وزراء نے، صدر مملکت کے نمائندے نے جو سپیکر آف پارلیمنٹ تھے اور اسی طرح نائب صدر مملکت نے بھی ان کے بارے میں وہاں خیالات کا اظہار کیا۔ اعزاز کے ساتھ پورا پروٹوکول ان کو دیا گیا۔ اور پھر اسی طرح وہاں کے جو مختلف مذہبی رہنما تھے اور عیسائیوں وغیرہ نے بھی ان کے حق میں بہت کچھ کہا۔ ہمارے مشنری فرید صاحب جو جامعہ احمدیہ گھانا کے پرنسپل ہیں انہوں نے اسلام کا زندگی اور موت کا جو فلسفہ اور نظریہ ہے قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے ساتھ وہ بیان کیا۔ بہرحال ایک پورے اعزاز کے ساتھ ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں سے لے جایا گیا اور مقبرہ موصیان گھانا میں ان کی تدفین ہوئی اور میڈیا پر بھی کافی کوریج ہوئی۔ گھانا ٹیلی ویژن نے پوری کوریج دی اور سٹریمنگ (streaming) پر دنیا میں بھی دکھائی گئی۔

ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ مریم وہاب صاحبہ اور چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور خلافت اور جماعت سے ویسا ہی پختہ تعلق رکھیں جیسا ان کا اپنا تھا اور یہ اپنے بچوں اور بیوی کے لئے چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ صبر اور حوصلہ بھی ان کو عطا فرمائے اور وہاب صاحب کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے قرب میں ان کو جگہ عطا فرمائے۔ نماز کے بعد انشاء اللہ ان کا جنازہ غائب بھی پڑھوں گا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

Ebola، Chikungunya اور Corona وائرس کا ہومیو پیتھک علاج

(حفیظ احمد بھٹی۔لندن)

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مغربی افریقہ کے ممالک سیرالیون، لائبیریا اور گنی کناکری میں پھیلے ہوئے ایک خطرناک وائرس Ebola، نارتھ امریکہ کے ملک Haiti میں پھیلے ہوئے وبائی مرض Chikungunya اور سعودی عرب اور اس سے ملحقہ مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں پھیلے ہوئے Corona Virus کے لئے جو ہومیو پیتھک علاج تجویز فرمائے ہیں وہ مذکورہ بالا بیماریوں کے مختصر تعارف کے ساتھ قارئین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔

Ebola Virus

Ebola وائرس 1976ء میں کانگو کے دریائے Ebola کی وادی سے شروع ہوا اور اس Virus سے جس بیماری نے لوگوں کو متأثر کیا اس کو Ebola Hemorrhagic Fever کہتے ہیں۔1976ء میں ہی سوڈان میں اس بیماری سے کثرت سے اموات ہوئیں۔Ebola Virus خون کی شریانوں میں داخل ہو کر ان کو تباہ کر دیتا ہے جس سے Platlets میں جمنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔مریض کو خونی قے اور خونی پیچش کے ساتھ آنکھوں، ناک اور منہ سے بھی خون جاری ہو جاتا ہے۔مریض میں خون کی کمی ہو جاتی ہے جس وجہ سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے ۔اس بیماری کا اثر 5 سے 16 یا 21 دن تک رہتا ہے۔جس میں مریض شدید بخار، سر درد، تھکاوٹ کے ساتھ مسلز اور جوڑوں میں درد کی شکایت کرتا اور سانس لینے میں بھی تنگی محسوس کرتا ہے۔

ہومیو پیتھک علاج:

1۔Crotalus Horridus 200۔

2۔Pyrogenium 200 اور Typhodinum 200 ملا کر۔

نمبر 1 اور نمبر 2 باری باری ایک ہفتہ تک روزانہ ایک ایک خوراک۔پھر اس کے بعد ہفتہ میں دو بار تین دن کے وقفہ سے۔

3۔Rhustox+Bryonia+ Eupatorium+China+Ipecac یہ پانچوں ادویہ 30 کی طاقت میں ملا کر دن میں تین بار۔

حفظِ ماتقدم (Prevention) کے لئے:

Crotalus Horridus 30 دن میں ایک بار۔

Chikungunia

Chikungunia (چکن گونیا) ایک خاص قسم کے مچھر "Aedes Aegypti" کے کاٹنے سے ہونے والے بخار کا نام ہے۔ 1952 میں ’’موزنبیق‘‘اور ’’ٹانگانیکا‘‘ (موجودہ تنزانیہ) کی سرحدوں کے درمیان واقع "Makonde" کے علاقہ سے یہ وبا پھوٹی۔(Chikungunia کا لفظ بھی مقامی زبان سے نکلا ہوا ہے) جس نے افریقہ اور ساؤتھ ایشیا کے ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ لیکن دسمبر 2013ء میں Chikungunia کی وبا کیریبین جزائر کے علاقہ St.Martin میں پھوٹ پڑی اور کئی جزائر اس مرض کی لپیٹ میں آگئے۔اِن دنوں "Haiti" اور "St.Lucia" میں اس مرض کا زور ہے۔اس بیماری کی علامات ملیریا بخار کی علامات سے کافی مشابہت رکھتی ہیں۔

سردی لگ کر 100 سے 103 درجہ تک بخار چڑھتا ہے۔تمام جسم میں درد رہتا ہے۔سر درد اور تمام جسم کے جوڑوں کے درد کے ساتھ جسم پر سرخی مائل دانے نکل آتے ہیں۔مریض کی یہ کیفیت عموماً 5 سے 7 دن تک رہتی ہے لیکن بعض اوقات اس کا دورانیہ دو ہفتہ تک بھی چلا جاتا ہے۔

ہومیو پیتھک علاج:

1۔Pyrogenium200 اور Typhiodinum 200 ملا کر۔ایک ہفتہ روزانہ ایک بار۔اس کے بعد پھر ہفتہ میں دو بار۔

2۔Rhustox+Belladonna+Bryonia +China اور Eupatorium یہ پانچوں ادویہ 30 کی طاقت میں ملا کر دن میں تین سے چار بار۔

حفظِ ما تقدم (Prevention) کے لئے:

Eupatorium200 ہفتہ میں ایک بار۔

Corona Virus

Corona Virus نزلہ زکام کی ایک ایسی وبائی مرض کا نام ہے جو کہ نظامِ تنفس اور معدے کے نظام کو متأثر کرتا ہے۔

Corona لاطینی زبان میں "Crowon" کو کہتے ہیں چونکہ اس وائرس کی شکل "Crowon" سے ملتی جلتی ہے اس لئے اس وائرس کو Corona Virus کہا جاتا ہے۔انسانوں میں یہ وائرس سب سے پہلے 1965ء میں دریافت ہوا۔ 2002ء میں برّاعظم ایشیا کے تقریباً 32 ممالک میں ایک وبائی مرض جس کو "Sars" (Severe Acute Respiratory Syndrom) کا نام دیا گیا پھوٹ پڑنے سے 8459 لوگ متأثر ہوئے اور 800 سے زائد لوگوں کی اموات واقع ہوئیں۔اس وبا کا محرک بھی Corona Virus کو ہی بتایا جاتا ہے۔ستمبر 2012ء میں Corona Virus کی ایک نئی وبا نے سعودی عرب اور اسے سے ملحقہ مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کو "Mers-Cov" (Middle East Respiratory Syndrom Corona Virus) کا نام دیا گیا ہے اور جس کی وجہ سے کئی اموات ہوچکی ہیں۔

Corona Virus کی وبا میں مبتلا مریض کی ابتدائی علامات میں نزلہ زکام جیسی تکلیف ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ تیز بخار کھانسی اور سانس لینے میں شدید دقت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مریض کا معدہ بھی متأثر ہو جاتا ہے اور اس کو پیچش شروع ہو جاتی ہے۔

ہومیو پیتھک علاج:

1۔Influenzinum 200 اور Bacillinum 200 ملا کر دن میں دو بار تین سے چار دن تک ۔اس کے بعد پھر ہفتہ میں دو بار۔

2۔Arsenic Alb+ Arnica+ Baptesia+ Heper Sulph+ Nat.Sulph+ Chelidonium یہ تمام ادویہ 30 کی طاقت میں ملا کر دن میں تین بار۔

حفظِ ما تقدم (Prevention) کے لئے:

Arsenic +Aconite اور Gelsemium تینوں ادویہ 200 کی طاقت میں ملا کر ہفتہ میں ایک بار۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

جاتا نہیں ہے رائیگاں راہِ خدا میں خون

عشّاق دیتے آئے ہیں ہنس کر وفا میں خون
کابل میں ہو کہ ربوہ میں یا کربلا میں خون
ہو انڈونیشیا میں ، یا گھر کی فضا میں خون
جاتا نہیں ہے رائیگاں راہِ خدا میں خون
ہم تو دعا کے زور سے ہلکا یہ غم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

اپنے لہو سے دیکھیے جب باوضو ہوئے
تو شاہزادے اور بھی کچھ خوبرو ہوئے
وہ جاوداں حیات لیے سرخرو ہوئے
اور موت کا شکار ہمارے عدو ہوئے
یادِ حسینؓ زندہ و جاوید ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

یہ قیل و قال کی نہیں عملوں کی بات ہے
دل کو جو دیکھتی ہے وہ مولا کی ذات ہے
نہ اپنی کچھ بساط ، نہ لفظوں میں بات ہے
روحِ شہید پا گئی جس سے ثبات ہے
اُس راہِ زندگی کا سفر آؤ ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

یہ وقتی جوش بدلہء قاتل نہیں ہے دوست
یہ ذکر وجہِ گرمئ محفل نہیں ہے دوست
لفظوں کی جوڑ توڑ ہی منزل نہیں ہے دوست
اور نگہِ مشفقانہ کے قابل نہیں ہے دوست
فاروق آپ قول و عمل کو بہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

جو صبر کا پہاڑ ہے کوہِ وقار ہے
جس کو بلا کا آنسوؤں پہ اختیار ہے
اُس کا بشر کے آگے نہ رونا شعار ہے
اشکوں کے بند توڑتی سجدوں کی زار ہے
نقشِ قدم پہ ہم چلیں ، شب زندہ ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

تُو ان کے خوں کا آپ ہی اب انتقام لے
میرے خدا شہیدوں کے بچوں کو تھام لے
ہم سے بھی زندگی میں کوئی ایسا کام لے
مرقد پہ آئے جو بھی محبت سے نام لے
سچی وفا شہیدوں کی مٹی سے ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

(فاروق محمود۔لندن)

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی 2014ء
از صفحہ 20

Gymnasium کے ہال میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں بڑی تعداد میں جرمن مہمان شامل ہوئے۔

پانچ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے اور چھ بجے ہال میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل ہی تمام مہمان پہنچ چکے تھے اور اپنی اپنی نشستوں پر حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں داخل ہوئے۔ تمام مہمانوں نے کھڑے ہوکر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور استقبال کیا۔ آج اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کی مجموعی تعداد 264 تھی جن میں جرمنی کی نیشنل اسمبلی کے دو ممبران پارلیمنٹ Hon. Mrs. Rita Hagel Kehl اور Hon. Mr. Erich Iristorf، صوبہ Bayern کی صوبائی اسمبلی کے پانچ ممبران پارلیمنٹ، اقوام متحدہ کے اعزازی سفیر برائے امن پروفیسر ڈاکٹر Heiner Bielefed، علاقائی کمشنر Mr. Heinz Grunwald، مختلف علاقوں کے دس میئر صاحبان، 47 کی تعداد میں مختلف سیاسی شخصیات، بارہ کلچرل تنظیموں کے نمائندگان، علاوہ ازیں اساتذہ، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے سات نمائندے، جرنلسٹس بھی اس تقریب میں شامل تھے۔

جرمنی کے اس صوبہ Bayern کے سب سے بڑے ٹی وی BR کی پوری ٹیم یہاں موجود تھی۔ قبل ازیں Tv کی یہ ٹیم مسجد المہدی بھی آئی تھی اور وہاں بھی اس نے کوریج دی۔

آج کی اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم رانا خالد احمد صاحب نے پیش کی اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ عزیزم عمر مظفر گوندل نے پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی کا تعارفی ایڈریس

بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور شہر Neufahrn کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ شہر میونخ سے شمال مشرق میں 20 کلومیٹر دُور واقع ہے اور 800ء میں اس کا نام تاریخ کے اوراق میں ملتا ہے۔ Newfahrn نام کا یہ مطلب ہے کہ وہ علاقہ جہاں مختلف دوسرے علاقوں سے آکر لوگ رہتے ہیں۔

اس شہر میں جماعت احمدیہ کا قیام 1990ء میں عمل میں آیا۔

میونخ شہر اور اس علاقہ کو یہ ایک خصوصیت حاصل ہے کہ میونخ شہر کے ایک محلّہ Passing میں آباد ایک جرمن خاتون Carola Mann صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں خط لکھا تھا۔ موصوفہ کا یہ خط اخبار ''البدر'' نے اپنے 14 مارچ 1907ء کے شمارہ میں ''جرمنی سے ایک اخلاص بھرا خط'' کے عنوان سے شائع کیا تھا۔

موصوفہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا (خط کا ایک حصہ پیش ہے):

''مَیں کئی ماہ سے آپ کا پتہ تلاش کررہی تھی تا کہ آپ کو خط لکھوں اور آخر کار اب مجھے ایک شخص ملا ہے جس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا ہے۔ مَیں آپ سے معافی چاہتی ہوں کہ مَیں آپ کو خط لکھتی ہوں۔ لیکن بیان کیا گیا ہے کہ آپ خدا کے بزرگ رسول ہیں اور مسیح موعود کی قوّت میں ہوکر آئے ہیں اور مَیں دل سے مسیح کو پیار کرتی ہوں۔ آپ یقین رکھیں کہ پیارے مرزا! مَیں آپ کی مخلصہ دوست ہوں۔''

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کی مسجد المہدی بن چکی ہے۔

مسجد کا یہ پلاٹ جس کا رقبہ ایک ہزار مربع میٹر ہے اور اس پر پہلے سے ہی ایک عمارت تعمیر شدہ موجود تھی 11 جون 1986ء کو دو لاکھ 70 ہزار یورو کی قیمت میں خریدا گیا۔ اور یہ جگہ بطور سینٹر استعمال ہوتی رہی اور یہاں کے پہلے مبلغ مکرم عبدالباسط طارق صاحب تھے۔

سال 2013ء میں مشن ہاؤس کی اس عمارت کو مسجد کی شکل میں تبدیل کرنے کا کام شروع ہوا، عمارت میں مزید توسیع کی گئی اور لجنہ کے لئے ایک علیحدہ ہال بھی بنایا گیا اور ایک بڑا مرکزی کچن بھی بنایا گیا۔ جو مینار بنایا گیا ہے اس کی اونچائی ساڑھے آٹھ میٹر ہے۔ مسجد کے ہالوں میں مردوں اور عورتوں کو ملاکر 200 سے زائد افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں باقاعدہ ایک رہائشی حصہ بھی موجود ہے اور جماعتی دفاتر بھی ہیں۔

شہر Neufahrn کے میئر کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد شہر Neufahrn کے میئر Mr. Franz Heilmeier نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! مَیں آپ کو Neufahrn شہر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آج جماعت احمدیہ کے لئے بڑا اہم اور خصوصی دن ہے کہ آپ کی مسجد کا افتتاح ہورہا ہے۔

گزشتہ تیس سال سے آپ کا یہاں سینٹر قائم ہے اور آپ یہاں بہت مقبول ہیں۔ مجھ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ یہاں اتنا امن والا ماحول کیوں ہے اور جماعت کو بہت زیادہ Welcome کیا جاتا ہے۔ مَیں ہمیشہ اس کا یہ جواب دیتا ہوں کہ ہم اس جماعت کو بہت دیر سے جانتے ہیں۔ یہ جماعت ایک پُرامن جماعت ہے۔ یہ وقارِعمل کرتے ہیں اور ہمارے علاقے کی صفائی کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ گھل مل کر رہتے ہیں اور ایک عزّت کے ماحول میں رہتے ہیں اور پڑوسی بھی خوش ہیں۔ آج جو چھوٹا سا احتجاج ہورہا ہے اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا، ہم سب خوش ہیں اور آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ آپ نے یہاں پارلیمنٹ میں نمائش بھی لگائی۔ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کی جماعت بہت مضبوط ہے جو ایک دوسرے کی مدد کرتی ہے۔ اب مینار کی تعمیر کے ساتھ آپ کا یہ سینٹر ایک مسجد میں تبدیل ہوچکا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ یہاں سکون سے رہیں۔ مَیں عیسائی ہونے کے ناطے، ابراہیمی مذہب کا پیرو ہونے کے ناطے آپ کو دعائیں دیتا ہوں۔ آپ یہاں سکون سے رہیں اور خوش رہیں۔

ضلع Freising کے سربراہ کا ایڈریس

اس کے بعد ضلع Freising کے ہیڈ Mr. Josef Hauner نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! یہ میرے لئے بہت خوشی کی بات ہے کہ آج اس مجلس میں خلیفۃ المسیح موجود ہیں۔ مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آپ یہاں تشریف لائے۔

جماعت احمدیہ کا ماٹو ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' یہ بہت دیر سے مسجد میں آویزاں ہے۔ جب 11 ستمبر کا واقعہ ہوا تو آپ نے ہاتھ سے لکھ کر یہ ماٹو لگایا۔ آپ یہاں امن سے رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم آپ کی اس کوشش کو سراہتے ہیں۔ آپ کی جماعت دو سو سے زائد ممالک میں ہے۔ اور آپ ہر جگہ امن کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔

آپ نے ہر جگہ نمائشیں لگائی ہیں اور اس صوبہ میں اپنا مثبت کردار ادا کررہے ہیں۔ آج کا دن بہت بڑا دن ہے اور ہم سب مل کر آپ کی مسجد کا افتتاح کررہے ہیں۔ مَیں بہت خوش ہوں اور آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ بڑی خوبصورت مسجد بنی ہے اور بڑی اچھی توسیع ہوئی ہے۔ آپ کی یہاں کی ساری جماعت نے مل کر کام کیا ہے۔ مَیں آپ کی اس خدمت کو سراہتا ہوں اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اب آپ اپنی اس مسجد میں ایسی دعائیں کریں جو امن کے قیام کا موجب بنیں اور ہم سب اپنی زندگیاں امن کے ساتھ گزارنے والے ہوں۔

Neufahrn کے سابق میئر کا ایڈریس

بعد ازاں شہر Neufahrn کے سابق میئر Mr. Reiner Schneider نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نے کہا: عزّت مآب خلیفۃ المسیح! سب سے قبل مَیں خلیفۃ المسیح کا یہاں آنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کا دن بہت بڑا دن ہے۔ صرف جماعت کے لئے نہیں بلکہ Neufahrn شہر کے لئے بھی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ آج اس پروگرام میں اتنے زیادہ کثرت سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ سب خوش ہیں اور اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم سب مل جُل کر رہتے ہیں۔ اور ہم سب مل کر شہر Neufahrn میں زندگی بسر کررہے ہیں۔

پہلی بار 1990ء میں میرا آپ سے رابطہ ہوا۔ مَیں آپ کے بارہ میں بالکل لاعلم تھا۔ بہت تھوڑے عرصہ میں مجھے آپ کا علم ہوگیا کہ آپ امن سے رہنے والے لوگ ہیں۔ دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ تعاون کرتے ہیں اور خدمت کرنے والے لوگ ہیں۔

آپ کے کردار کی وجہ سے ہمارے لئے یہ بہت آسان ہوگیا کہ آپ مسجد بھی بنائیں اور مینار بھی بنائیں۔ ہم نے ہمسایوں سے مل کر بات کی۔ اس کا جو نتیجہ آج سامنے آرہا ہے کہ آپ کی مسجد بن چکی ہے۔

آپ کی مسجد کا مینار امن کے لئے ایک سمبل (Symbol) کے طور پر ہے۔ یہ مسجد صرف آپ کے لئے نہیں ہے بلکہ شہر Neufahrn کے رہنے والوں کے لئے بھی کھلی ہے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ ہماری سوسائٹی میں امن قائم کرنے والے ہیں اور ہم اکٹھے ہیں۔

آج اس ''مسجد المہدی'' کے افتتاح کے موقع پر مَیں یہی کہتا ہوں کہ ایک دوسرے کو اپنے اندر جذب کریں، قبول کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر زندگی گزاریں۔

ضلع Niederbayern کے صدر کا ایڈریس

اس کے بعد ضلع Niederbayern کی حکومت کے صدر Mr. Heinz Grunwald نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! مَیں احمدیہ مسلم جماعت کو گزشتہ بیس سال سے زائد عرصہ سے جانتا ہوں جب مَیں صوبہ Bayern کی گورنمنٹ میں غیر ملکی افراد کے لئے کام کرتا تھا۔ مَیں جانتا ہوں کہ احمدی مسلمانوں کا کردار دوسری تنظیموں سے بالکل مختلف ہے۔ مَیں ہمیشہ جماعت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ انٹیگریشن کے حوالہ سے ہم ابھی مزید کام کرسکتے ہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ بالکل ہماری طرح ہوجائیں۔ آپ کی جماعت تو بالکل Open جماعت ہے۔ آپ ہر ایک کے ساتھ مل کر زندگی گزارتے ہیں۔ آپ لوگوں کے ساتھ بہت آسانی سے بات ہوسکتی ہے۔ آپ کے 35 ہزار سے زائد ممبران جرمنی میں ہیں۔ مَیں آپ کو آئندہ کے لئے دعائیں دیتا ہوں کہ آپ بڑھیں، پھولیں اور پھلیں۔

شہر Freising کے لارڈ میئر کا ایڈریس

بعد ازاں شہر Freising کے لارڈ میئر Mr. Tobias Eschenbacher نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے کہا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! مَیں اس بات سے بہت خوش ہوں کہ آپ کے پاس موجود ہوں۔ Freising شہر کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ مسجد صرف Neufahrn کے علاقہ کی نہیں بلکہ ہمارے علاقہ کی بھی ہے۔ ہمارے علاقہ سے بھی لوگ ادھر آئیں گے۔

جو انسان ایک دوسرے کو جانتا نہیں اور ایک دوسرے سے خوف کھاتا ہے تو باہمی بات چیت سے یہ مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔ آپ اپنے مذہب کو ظاہر کرتے ہیں۔ اپنا امن کا پیغام پہنچاتے ہیں اور شہر میں پودے لگاتے ہیں اور وقارِعمل کرتے ہیں تو یہ سب باتیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ خدمت کرنا چاہتے ہیں اور مل جُل کر رہنا چاہتے ہیں۔ مَیں نئی مسجد کے حوالہ سے نیک تمنّاؤں کا اظہار کرتا ہوں۔ خدا کا فضل آپ کے ساتھ ہو۔ خدا کی سلامتی آپ پر ہو۔

نیشنل پارلیمنٹ کے ممبر کا ایڈریس

اس کے بعد جرمنی کی نیشنل پارلیمنٹ کے ممبر اسمبلی Hon. Mr. Erich Iristorf نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! آج اس تقریب میں شامل ہونے پر مَیں آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے بڑا اچھا استقبال کیا ہے۔

آپ کی جماعت گزشتہ 90 سال سے یہاں جرمنی میں کام کررہی ہے۔ مَیں گزشتہ تیس سال سے صوبہ Bayern میں موجود ہوں۔ آپ لوگ صوبہ Bayern کے دل میں داخل ہیں۔ آپ نے اس صوبہ کی مخصوص ٹائیاں بھی باندھی ہوئی ہیں۔ مجھے اس سے خوشی ہوئی ہے۔ ہم نے صرف الفاظ پر زندہ نہیں رہنا بلکہ ایک دوسرے کی دوستی کو زندہ رکھنا ہے۔ آپ کی اس مسجد پر ہمیں فخر ہے کہ یہ ہمارے اس صوبہ میں موجود ہے۔ آپ یہاں امن سے رہیں۔ امن سے زندگی گزاریں۔ مَیں آپ کے لئے خدا کے فضل اور امن وسلامتی کی دعا کرتا ہوں۔

اقوام متحدہ میں جرمنی کے اعزازی سفیر برائے امن کا ایڈریس

اس کے بعد اقوام متحدہ میں اعزازی سفیر برائے امن پروفیسر ڈاکٹر Heiner Bielefed نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا کہ میرے لئے یہ بہت خوش قسمتی ہے کہ آج مَیں یہاں اِس تقریب میں موجود ہوں۔ UN کی تنظیم مذہبی آزادی کے ممبر کی حیثیت سے مَیں برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ تکلیفیں جن کو دی جارہی ہیں وہ جماعت احمدیہ کے لوگ ہیں۔ ہمارا کوئی بھی پروگرام احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی جماعت احمدیہ پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں، انڈونیشیا میں اور دوسرے ممالک میں بھی۔ قزاقستان میں جماعت احمدیہ کو بہت مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہے۔

احمدیہ مسلم جماعت بڑی کامیابیاں حاصل کررہی ہے۔ مذہبی آزادی کے لئے جماعت نے بہت کوششیں کی

ہیں۔ یورپین پارلیمنٹ میں آپ نے جو کامیابی حاصل کی ہے اس کا بڑا فائدہ ہوا ہے۔ اسائلم کے حوالہ سے آپ نے اچھی کاوش کی ہے اور یہ کامیابی اسائلم سیکرز کو فائدہ دے گی کہ جس شخص کو اپنا مذہب چھپانا پڑے اس کو پناہ دی جانی چاہئے۔ پس یہ وہ جماعت ہے جس نے یہ کام کر کے دکھایا ہے۔

موصوف نے کہا یونائیٹڈ نیشن کے ہیومن رائٹس کے قانون میں یہ شق موجود ہے کہ اپنے مذہب کو بدلنے کی اجازت ہے۔ جب سر چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب پاکستان کے وزیر خارجہ تھے اُس وقت پاکستان میں مذہبی آزادی کا دَور تھا۔ آجکل پاکستان کا ورثہ ڈکٹیٹرشپ اور انتہا پسندی لگتا ہے۔

موصوف نے کہا کہ سیرالیون میں، مَیں نے جماعت کے سکول دیکھے ہیں۔ جماعت وہاں غریب لوگوں کی بہت خدمت کر رہی ہے۔

پاکستان میں آپ کی مخالفت کی جاتی ہے۔ یہ ایک غم کی بات ہے لیکن خوشی کے مواقع بھی آپ کو ملتے ہیں جس طرح آج آپ اس مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے مواقع بھی ہیں۔

موصوف کے ایڈریس کے بعد چھ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا:

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع افتتاح مسجد المہدی Neufahrn میونخ جرمنی

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے پہلے تو مَیں آپ سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہمارے اس فنکشن میں تشریف لائے وہ فنکشن جو مسجد کی opening کا فنکشن ہے۔ گو کہ پہلے یہاں ایک سنٹر قائم تھا۔ لیکن مسجد کی شکل دے کر اب اسے باقاعدہ اس شکل میں لایا گیا ہے جو عموماً مسلمانوں کی مساجد ہوتی ہیں۔ اور مساجد کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک جگہ اکٹھا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے حقیقی لوگ وہ ہوتے ہیں جو نہ صرف عبادت کرنے والے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ حقیقی عبادت گزار وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کی اپنے بھائیوں کی اور دوسرے انسانوں کی نہ صرف خدمت کرتا ہے بلکہ ان کے جذبات کا بھی خیال رکھتا ہے تا کہ ہمارے ماحول میں، ہمارے شہر میں، ہمارے ملک میں اور دنیا میں، آپس میں محبت اور بھائی چارہ پیدا ہو، اور امن اور سلامتی کی فضا قائم ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ خدمت خلق کا کام کرتی ہے۔ اور یہ خدمت خلق کا کام اس طرح ہے کہ ہمارے نوجوان جن کو خدام الاحمدیہ کہا جاتا ہے وہ سال کے شروع میں شہروں کی صفائی کرتے ہیں تا کہ جب نیا سال شروع ہو تو ہر شخص، ہر شہری جو اس ملک میں ہے یا دنیا کے کسی ملک شہر میں بھی بستا ہے وہ اپنے شہر کو صاف ستھرا دیکھے۔ جماعت احمدیہ کا یہ ایک خاص اکائی کا نشان ہے کہ دنیا میں ہر جگہ جب ہم کام کرتے ہیں یہ نہیں کہ کسی ملک میں کسی قسم کا کام ہے اور کہیں کسی قسم کا ہے بلکہ ہر جگہ ہم ایک طرح کام کرتے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ یہ خدمت خلق کے کام ہو رہے ہیں۔ اگر صفائی کا کام ہے تو ہر جگہ ہو رہے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کے کام ہیں تو وہ بھی ہر جگہ ہو رہے ہیں۔ پھر ایک بہت بڑی چیز ہے جو ہم انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے کرتے ہیں۔ دنیا میں بہت سارے قبائل ہیں، بہت ساری قومیں ہیں، بہت سارے مذاہب ہیں اور خدا کو نہ ماننے والے بھی اب بہت ہو گئے ہیں۔ لیکن ان سب کو ایک جگہ جمع کرنا، ایک جگہ رکھنا، ایک دوسرے کے قریب لانا یہ بھی ہمارا فرض ہے۔ اس لئے ہم بین المذاہب پروگرام بھی کرتے ہیں تا کہ ہر کوئی آئے اور اپنے اپنے مذہب کے بارہ میں خوبیاں بیان کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دنوں ہم نے لندن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے سو سال پورے ہونے پر وہاں کے ایک بہت پرانے اور بڑے مشہور گلڈ ہال میں ایک فنکشن کیا تھا جس میں مختلف مذاہب کے لوگوں کو دعوت دی۔ اسرائیل سے وہاں ربائی بھی آئے۔ چرچ کے نمائندے بھی آئے۔ بعض پرانے مذاہب جو مڈل ایسٹ میں ہیں ان کے نمائندے بھی آئے، اور مختلف سیاستدان بھی وہاں تھے۔ مجھے بھی وہاں اسلام کی تعلیم بیان کرنے کا موقع ملا۔ ہر ایک مذہب والے نے اپنے اپنے مذہب کی تعلیم بیان کی۔ اور بڑے خوبصورت ماحول میں بڑے پرسکون ماحول میں وہ سارا فنکشن ہوا۔ تقریباً ایک ہزار کے قریب غیر مسلم وہاں موجود تھے۔ اور انہوں نے بڑے آرام سے اور پیار سے ساری باتیں سنیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ کردار تو ہر جگہ ہے کہ دنیا میں ہر جگہ بین المذاہب پروگرام منعقد کرتے ہیں تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے اچھا ماحول پیدا ہو۔ مذہب ہر ایک کے دل کا معاملہ ہے۔ اور قرآن کریم کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ جب جبر نہیں تو کسی کے خلاف نفرت کا ہمیں حق نہیں۔ میں جس چیز کو بہتر سمجھتا ہوں مجھے وہ اختیار کرنے کا حق ہے آپ میں جو بھی اس مذہب کو بہتر سمجھتے ہیں اس کو اختیار کرنے کا حق ہے۔ اس کو بیان کرنے کا حق ہے۔ پس جب یہ سوچ ہو جائے تو پھر انسان انسانیت کی قدروں کی طرف توجہ دیتا ہے نہ کہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی طرف اور انسانیت کی قدریں یہی ہیں کہ ہم آپس میں انسان ہونے کے ناطے بھائی بھائی ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہونے چاہئیں۔ اب پڑوسی سب سے قریبی تعلق والا ہے۔ اس لحاظ سے مَیں پڑوسیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہاں جو پہلے سنٹر تھا اور اب مسجد بنائی گئی ہے اگر پڑوسیوں کا تعاون نہ ہوتا تو یہ مسجد کی شکل ابھی اس کو نہیں دی جا سکتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانی اسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پڑوسی کے حق کے بارہ میں اس قدر تاکید فرمائی کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید پڑوسی کو وراثت کا بھی حقدار قرار دیا جائے گا۔ پس ہماری نظر میں پڑوسی کا یہ مقام ہے کہ اس کے اتنے حقوق ہیں جس طرح اپنے کسی عزیز کے اور قریبی کے حقوق ہوتے ہیں تو ان حقوق کے رکھتے ہوئے اور ان حقوق کو سمجھتے ہوئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم کسی پڑوسی کے لئے تکلیف کا باعث بنیں۔ ہمارا کام ہے کی پڑوسیوں کی تکلیفوں کو دور کرنے والے بنیں۔ مجھے بتایا گیا ہے نیز یہاں ایک مقرر نے ذکر کیا کہ ہمارے متعلق جن لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہے وہ ہمارے خلاف جلوس نکال رہے ہیں۔ PROTEST کر رہے ہیں چاہے معمولی سا ہی ہو۔ کل پرسوں مجھے پیغام ملا کہ ہمارے بعض ہمدردوں نے ہمیں بھی کہا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی مقامی لوگوں میں سے جو احمدی مسلمان نہیں ہیں نے ہمیں کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اگر آپ ان کے مقابلہ پر جلوس نکالنا چاہیں تو نکلوائیں۔ تو ہمارے نیشنل امیر صاحب نے جواب دیا کہ ہم اس قسم کا PROTEST نہیں کرتے۔ جب مجھے انہوں نے بتایا تو مَیں نے کہا کہ آپ کو یہ جواب دینا چاہئے تھا ٹھیک ہے ہم آپ کے کہنے پر PROTEST کرتے ہیں لیکن ہمارا PROTEST یہ ہے کہ جہاں جہاں وہ جلوس لے کے جاتے ہیں یا جہاں ہماری مسجد ہے اس ماحول میں وہاں ہم اپنے نوجوان لڑکوں کو یہ banner دے کر کھڑا کریں کہ 'محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں' اور یہی ہمارا جواب ہے اور ان کو سمجھانے کے لیے یہی ہمارا احتجاج ہے جو سمجھتے ہیں کہ اسلام شاید سختی کا مذہب ہے۔ شدت پسندی کا مذہب ہے اب یہاں ان کی مسجد بن گئی ہے تو پتہ نہیں اب یہاں کیا کیا فساد پیدا ہوں گے۔ یہ جواب جب ہماری طرف سے جائے گا تو خود انہیں احساس ہو جائے گا کہ انہوں نے ہمیں غلط سمجھا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے کہ

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

پس یہ ہماری تعلیم ہے۔ ہمیں گالیاں بھی کوئی دے رہا ہے تو ہم اس کو دعا دینے والے ہیں۔ ہمیں کوئی تکلیف دے رہا ہے تو ہم اس کو آرام دینے والے ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی تکبر اور نخوت سے بول رہا ہے تو ہم عاجزی سے اس کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا پہلے بھی یہاں سنٹر تھا۔ اب مسجد کا مینار بن گیا ہے۔ تو یہ محبت کا اظہار جس کا میں نے ذکر کیا ہے پہلے سے زیادہ بڑھ کر یہاں کے احمدی دکھائیں گے اور آپ لوگ اور ہمسائے اس کو دیکھیں گے اور محسوس کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہر حال یہ آپ لوگوں کی ہمدردی کے جذبات اور یہ احساس کہ ہم یہاں کے رہنے والے مقامی لوگ جائز بات کے لئے احمدیوں کے ساتھ ہیں اس بات کا اظہار ہے کہ آپ کے اعلیٰ اخلاق ہیں اور اس کے لئے میں میئر صاحب کا بھی، ہمسایوں کا بھی، کونسل کا بھی، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مینار بنانے کی اجازت دی۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ ہمارا موٹو محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں۔ اس کا بیان ہر جگہ کرنا چاہئے اور یہی کسی احتجاج کی صورت میں ہمارا احتجاج کا جواب ہے۔ پھر یہ ذکر ہوا کہ 9/11 کے بعد یہاں یہ موٹو لٹکایا گیا کہ

Love for all hatred for none

کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں یہ مسجد کے باہر بینر لگایا گیا یا لکھا گیا۔ یہ صرف دکھانے کے لیے نہیں لکھا گیا بلکہ یہ عمل ہے جس کی ہر احمدی سے توقع کی جاتی ہے اور ہر احمدی کو اس کا اظہار کرنا چاہیے اور یہ مینار بننے کے بعد اس عمارت کی مسجد کی شکل بننے کے بعد، اس کا اظہار پہلے سے بڑھ کر انشاء اللہ ہماری طرف سے ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسجد بنانے کے جو مقاصد ہیں، جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے انسانیت کی خدمت ہے۔ پس مسجد کے اندر اگر کوئی منصوبہ بندی ہم کریں گے یا ہم احمدی کرتے ہیں تو وہ یہ منصوبہ بندی ہوتی ہے کہ ہم انسانیت کی خدمت کس طرح کریں، کس طرح دوسروں کے ہم کام آئیں اور اُن کی تکلیفوں کو دُور کرنے والے بنیں۔ پس ہر احمدی جو یہاں ہے وہ اس اظہار کے ساتھ آپ سے تعلق رکھتا ہے اور ہر احمدی جو دنیا میں بستا ہے اس اظہار کے ساتھ اپنے ہمسایوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اُس کی تکلیفیں ہر طرح اُس نے دور کرنی ہیں۔ بعض لوگوں کے دلوں میں جیسا کہ احتجاج ہو رہا ہے، مینار کے بننے سے کچھ تحفّظات پیدا ہوئے ہیں۔ تو جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ مینار بننے کے بعد ہمارا محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا نعرہ پہلے سے زیادہ بڑھ کر لگے گا۔ اس فساد کے زمانے میں جب ہم دنیا پر نظر کرتے ہیں تو دنیا میں ہر جگہ فساد پھیلا ہوا ہے اور بدامنی کی صورت حال ہے۔ اِن حالات میں دنیا میں امن قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ امن کی سوچ ہر انسان میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اُس کے لئے سب سے بہترین ذریعہ یہی ہے کہ آپس میں ہم بیٹھیں، ملیں جلیں، ایک دوسرے کو سمجھیں اور کھلے دل سے ایک دوسرے کے خیالات کو سنیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

Integration کی یہاں بات ہو رہی ہے۔ ایک ہمارے معزز مقرر نے ذکر کیا کہ Integration ایک بڑا مشکل مسئلہ ہے، آہستہ آہستہ حل ہو گا۔ لیکن جو تعریف میرے نزدیک Integration کی ہے، مجھے تو اس میں کوئی مشکل اور بڑا مسئلہ نظر نہیں آتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر شخص جو دوسرے ملک میں جا کر آباد ہوتا ہے، اس کا فرض بن جاتا ہے کہ اُس ملک سے محبت کرے، اُس کے خلاف کسی قسم کے جذبات اُسکے دل میں نہیں ہونے چاہئیں۔ وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ مل جُل کر رہے اور نہ صرف مل جُل کر رہے بلکہ اُن کی بہتری کے لئے جو کچھ اُس سے بَن پڑتا ہے، جو کچھ وہ کر سکتا ہے وہ کرے۔ پھر شہر کی ترقی کے لئے، ملک کی ترقی کے لئے، اپنی تمام صلاحیتیں جتنا Potential ہے اُس کو بروئے کار لائے اور استعمال کرے۔ اگر اس سوچ کے ساتھ باہر سے آنے والے مقامی لوگوں کے ساتھ مل جُل کر رہیں، ملک کی ترقی کے لئے کام کریں، شہر کی ترقی کے لئے کام کریں، لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے کام کریں، امن اور محبت اور پیار پیدا کرنے کے لئے کام کریں، تو اس سے بڑھ کر Integration اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور یہی انسانوں کے آپس میں رہنے کا مقصد ہے۔ پس یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اور مقررین نے ذکر بھی کیا کہ مذہب ہر ایک کے دل کا معاملہ ہے لیکن انسانیت کی جو قدریں ہیں اُس کو ہر مذہب والے کو پہچاننے کی ضرورت ہے اور قطع نظر اس کے کہ کون کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے ہمیں انسانی قدروں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور یہ چیز اگر پیدا ہو جائے تو دنیا میں امن اور محبت اور پیار کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ پس اس بات کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ابھی ایک ذکر ہمارے آخری مقرر نے یہ کیا کہ پاکستان میں ہماری بڑی مخالفت ہے۔ ہماری تعداد باوجود وہاں بہت زیادہ ہونے کے مخالفت ہے۔ شہید بھی کئے جاتے ہیں، تکلیفیں بھی دی جاتی ہیں۔ جیلوں میں بھی ڈالا جاتا ہے۔ لیکن ہم نے کبھی اُن چیزوں کے خلاف نہ مخالفت کرنے والوں کو جواب دیا اور نہ احتجاج کیا۔ ہاں قانونی کارروائی جس حد تک ہم کر سکتے ہیں۔ اب گزشتہ دنوں ہی ہمارے ایک مشہور ڈاکٹر جو امریکہ میں رہتے تھے، ہارٹ سپیشلسٹ، خدمت کے جذبے کے تحت پاکستان گئے، ربوہ جو چھوٹا سا شہر ہے اور اس میں احمدیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہاں ہمارا بڑا اچھا ہسپتال ہے، وہاں خدمت کے جذبے کے تحت گئے، اور اس ہسپتال میں بھی علاج کے لئے 80 فیصد لوگ اُن لوگوں میں سے آتے ہیں جو احمدی مسلمان نہیں ہیں، تو یہ مشہور ڈاکٹر وہاں امریکہ کے ہارٹ سپیشلسٹ، اس

خدمت کے جذبے کے تحت وہاں گئے، لیکن اگلے دن ہی اُن کو وہاں کسی بدفطرت نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ ان کا جنازہ کینیڈا گیا اور کینیڈا کی حکومت نے اور امریکہ کی حکومت نے اُن کو بڑا اعزاز دیا۔ دونوں حکومتوں کینیڈا اور امریکہ کے پرچموں میں لپیٹ کر اُن کے تابوت کو دفنایا گیا۔ تو یہ اعزاز اور یہ مقام تھا اُس ڈاکٹر کا۔ کئی ایوارڈ اُنہوں نے لیے ہوئے تھے، لیکن ایک خدمت کا جذبہ تھا جس کے تحت اتنے ایوارڈ لینے کے بعد اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ مَیں بڑے ہسپتالوں میں کام کروں بلکہ خدمت انسانیت کے لئے چھوٹی سی جگہ پر گئے اور شہید ہو گئے۔ لیکن ہم نے وہاں کوئی Protest نہیں کیا، ہم نے کوئی جلوس نہیں نکالا، اور نہ ہمارا یہ جذبہ ماند پڑا کہ ہم آئندہ ان لوگوں کی خدمت نہیں کریں گے۔ اُن لوگوں کی خدمت ہم اب بھی کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعتی خدمات کے حوالہ سے یہاں ایک مقرر نے صرف سیرالیون کی بات کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ کے مختلف ممالک میں اور دنیا کے مختلف ممالک میں ہمارے سکول بھی ہیں، ہسپتال بھی ہیں اور خدمت انسانیت ہم کر رہے ہیں۔ پس جہاں جہاں احمدی ہیں اور جہاں مسجد بناتے ہیں، تو ساتھ یہ کوشش ہوتی ہے کہ انسانیت کی خدمت کے کام کو مزید وسیع کیا جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں جو ہماری مسجدیں زیادہ بنتی جا رہی ہیں تو وہاں ہمارے ہسپتال اور ہمارے سکول بھی خدمت کے جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ پس یہ ہمارا جذبہ ہے جو انسانیت کی خدمت کا ہمارے اندر موجود ہے۔ مسجد کے حوالے سے مَیں دوبارہ کہوں گا کہ مسجد کے بننے سے بعض لوگوں میں تحفظات ہوتے ہیں، اگر کوئی غلط فہمی ہے تو اُس کو دور کریں کہ یہ ہماری مسجد پہلے سے بڑھ کر جہاں مقامی لوگوں کے لیے عبادت کی جگہ مہیا کر کے اُن کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکانے والا بنائے گی اور بنانا چاہیے اور ہر احمدی کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہیے۔ وہاں انسانیت کی خدمت کا جذبہ پہلے سے بڑھ کر ہم سے ظاہر ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر بہتر منصوبے ہم یہاں کے مقامی لوگوں کی خدمت کے لئے بھی بنائیں گے۔ جزاک اللہ۔ شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

....

بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج سے نیچے تشریف لے آئے اور بہت سے مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ بہت سے مہمانوں نے خواہش کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

❁ صوبائی عدالت کے ریٹائرڈ جج Anton Sprenzel صاحب نے منتظمین سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ خلیفۃ المسیح کے ساتھ تصویر بنوانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ منتظمین ان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس لائے۔ انہوں نے شرف مصافحہ حاصل کیا اور تصویر بنوائی اور بیحد خوشی کا اظہار کیا۔

❁ جرمنی کی نیشنل ممبر آف پارلیمنٹ Miss Rita Hagl Kehl اور صوبائی اسمبلی کی ممبر آف پارلیمنٹ Ruth Muller نے جب حضور انور سے ملاقات کی تو کہا کہ خلیفۃ المسیح کی ایسی مؤثر تقریر سننے کے بعد ہم نے ضروری سمجھا کہ مل کر آپ کا شکریہ ادا کریں اور دنیا میں امن قائم کرنے سے متعلق آپ جو کوشش کر رہے ہیں اور آج کے ایڈریس پر ہم آپ کو مبارکباد دیتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اگر آپ کو میری باتیں اچھی لگی ہیں تو پھر آپ بھی اس بارہ میں ہمارا ساتھ دیں۔

❁ Neufahrn شہر کے میئر نے حضور انور کی خدمت میں اپنی گولڈن بک پیش کی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پر اپنے ریمارکس تحریر فرمائیں۔

میئر صاحب کی درخواست پر حضور انور نے درج ذیل الفاظ تحریر فرمائے:

I am very much impressed and appreciate the kind gesture and response of the people of this town and in particular the Mayor.

Mirza Masroor Ahmad

ترجمہ: میں اس شہر کے لوگوں اور خاص طور پر میئر کے اچھے سلوک اور تعاون سے بہت متاثر ہوا ہوں اور اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

رائفل کلب کا پروگرام

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال کے باہر کھلے لان میں تشریف لے آئے جہاں حضور انور کے اعزاز میں Neufahrn رائفل کلب کی طرف سے فائرنگ کا ایک پروگرام پیش کیا گیا۔ یہ ان کا ایک روایتی پروگرام ہے جو یہ کسی انتہائی بڑی معزز شخصیت کی آمد پر پیش کرتے ہیں اور اپنی طرف سے پورا اعزاز دیتے ہیں۔ یہ لوگ خاص طرز کی بندوق (Guns) استعمال کرتے ہیں جس میں گولی (Bullet) استعمال نہیں ہوتی بلکہ بارود بھرا جاتا ہے اور پھر لکڑی کی ایک چھڑی اور ہتھوڑے کی مدد سے اس کو پریس کیا جاتا ہے اس کے بعد فائر کیا جاتا ہے یہ چھ سے سات افراد کا گروپ تھا جو بعض دفعہ اکٹھے اور بعض دفعہ باری باری اپنی Guns اوپر کی طرف بلند کر کے فائر کرتے تھے۔

اس مظاہرہ کے بعد اس گروپ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان سے ان کے اس روایتی مظاہرہ کے بارہ میں اور اس خاص قسم کی Guns سے متعلق گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے روانہ ہو کر سوا آٹھ بجے مسجد المہدی تشریف لے آئے اور اپنے دفتر میں تشریف فرما ہوئے۔ مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس نے حضور انور سے ملاقات کی اور مختلف امور میں راہنمائی حاصل کی۔ بعد ازاں مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بعض امور اور معاملات پیش کر کے راہنمائی حاصل کی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد المہدی تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

تأثرات مہمانان

آج ''مسجد المہدی'' کی افتتاحی تقریب میں جو مہمان شامل ہوئے وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روحانی شخصیت اور حضور انور کے خطاب سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور بہتوں نے برملا اپنے جذبات اور تأثرات کا اظہار کیا۔

❁ ایک جرنلسٹ نے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے جو امن کا پیغام دیا ہے وہ آپ کے سارے وجود سے ظاہر ہو رہا تھا اور سارے ہال پر اس کا گہرا اثر تھا۔ سارے ہال میں امن ہی امن چھایا ہوا تھا۔

❁ ایک جرنلسٹ خاتون نے کہا آپ کے خلیفہ کے چہرہ پر نور نظر آتا ہے۔ یہ خاموش بھی رہیں تو سارا دن ان کو دیکھنے کو دل کرتا ہے۔ انسان دیکھتا ہی چلا جائے۔

❁ ایک خاتون نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے جب اپنے ایڈریس میں ڈاکٹر صاحب کی شہادت کا ذکر کیا تو میں برداشت نہ کر سکی اور رونے لگ گئی۔ پھر خلیفۃ المسیح نے جب یہ کہا کہ اس شہادت کے باوجود ہمارے خدمت کے جذبہ میں کوئی کمی نہیں آئی اور ہم یہ خدمت جاری رکھیں گے تو اپنے جذبات پر کنٹرول کرنا میرے لئے مشکل ہو گیا۔

❁ ایک مہمان نے کہا: میری حضور انور کے ساتھ بڑی اچھی گفتگو ہوئی۔ حضور انور کے وجود سے روحانیت ٹپکتی ہے۔ میں نے حضور انور کو اور آپ کی جماعت کو خوش آمدید کہا۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت Neufahrn دوسروں سے بات چیت کے لئے کشادہ دل رکھتی ہے۔ مسجد کا مینار اس بات کی علامت ہے کہ یہ جماعت یہاں گھل مل گئی ہے۔ حضور انور ایک روحانی وجود ہیں جن کے پاس مذہب کا علم اور تجربہ ہے۔ جس طرح جماعت کے لوگ حضور انور کی تشریف آوری پر خوش ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ ایک معزز شخص اور دنیا میں ایک بڑی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں۔

❁ ایک صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور انور ایک ایسی جماعت کے سربراہ ہیں جس نے میرے دل میں جگہ بنالی ہوئی ہے۔ UN کی طرف سے مذہبی آزادی کے خاص رپورٹر کی حیثیت سے یہ میرا کام ہے کہ جہاں کسی مذہبی جماعت کی حق تلفی دیکھوں وہاں UNO کو اس سے مطلع کروں۔ جماعت احمدیہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ خاص طور پر پاکستان میں جہاں احمدیوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے۔ اب تو ہماری میٹنگوں میں کوئی بات چیت جماعت کے ذکر کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتی۔ تین سال پہلے مجھے فرینکفرٹ میں حضور انور کے ساتھ آدھا گھنٹہ گفتگو کا موقع ملا۔ جماعت اس ملک میں نئی نہیں، اب تو جماعت کے لوگوں کی دوسری تیسری نسل چل رہی ہے۔ جرمنی میں منصوبے بن رہے ہیں جیسا کہ Hessen میں سکولوں میں اسلامی تعلیم سکھائی جائے اور جماعت کو چرچ کے برابر جو رتبہ ملا ہے اس سے اور بھی آسانی ہو گئی ہے۔ یہ انصاف کا تقاضا ہے کہ جرمنی کے سکولوں میں اسلامی تعلیم دی جائے۔ دنیا کے ہر ملک میں یہ سہولت نہیں ہے۔

❁ ایک صاحب کہتے ہیں: میں حضور انور کے خطاب سے متاثر ہوا ہوں۔ حضور انور نے امن اور محبت کے پیغام کو واضح کیا ہے۔ میں شکرگزار ہوں کہ میں اس تقریب میں شامل ہو سکا۔ جماعت احمدیہ ہمارے علاقہ اور شہر Neufahrn کا حصہ ہے۔ الفاظ ایک چیز ہے لیکن اپنے عمل سے دکھانا ضروری ہے جس کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ مسجد اس شہر کے لئے ایک اچھا اضافہ ہے۔

❁ ایک صاحب نے کہا: میرا دل خوشی کے جذبات سے لبریز ہے کہ مجھے ایک ایسی جماعت کا تعارف ہو رہا ہے جس میں بہت رواداری اور بھائی چارا پایا جاتا ہے اور اس بات نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس شہر کی جماعت کی تجنید صرف 188 ہے لیکن ایسی اعلیٰ تقریب کا انتظام کیا ہے۔ مجھے اس بات کا اس لئے اندازہ ہے کیونکہ مَیں FDP Munich کا سربراہ ہوں جو ایک ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ ان ایک ہزار افراد کے لئے آسان ہوگا کہ وہ ایسی تقریب منعقد کریں۔ اس بنا پر میں اس بہترین انتظام کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔

❁ ایک صاحب کہتے ہیں: یہ بڑا اچھا موقع ہوتا ہے کہ جب کوئی نئی عبادتگاہ تعمیر ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑی متاثر کرنے والی چیز ہے کہ ایک بین الاقوامی جماعت کے سربراہ ہمارے علاقہ میں تشریف لائے ہیں۔ حضور انور کی شخصیت بڑی متاثر کن ہے۔ آپ نے امن کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس جماعت کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ حضور انور اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر تشریف لائے ہیں۔

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

❁ ایک صاحب کہتے ہیں: میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ خطاب بہت عارفانہ اور شاندار تھا۔ جماعت احمدیہ بہت منظّم ہے۔ انسان یہاں پر آکر اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتا ہے۔

❁ ایک خاتون کہتی ہیں: مَیں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ خاص طور پر جو امن کے لئے حل پیش کیا گیا ہے یعنی دنیا کے سب انسانوں کو چاہئے کہ مذہب و ملت سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے سے محبت کریں۔ نہ یہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی برتی جائے۔ یہ ایک بہت متاثر کرنے والا پیغام ہے۔ یہ تقریب بڑی کامیاب رہی ہے۔ مجھے یہ بات اچھی لگی ہے کہ اس پروگرام کے لئے صرف اپنی جماعت کے لوگ یا سیاستدان نہیں بلائے گئے بلکہ ہمسایوں کو بھی دعوت دی گئی ہے۔ یعنی ہر طبقہ کے لوگوں کو دعوت دی گئی ہے۔ آج کی حاضری سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہاں پر ایک جماعت قائم ہو چکی ہے۔

❁ ایک صاحب نے کہا: یہ بات بہت اچھی ہے کہ یہاں پر اتنی کشادہ دلی پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ ہم ایک جماعت ہیں۔ حضور کا پیغام تھا کہ ہم آپس میں امن کے ساتھ رہیں اور یہ مجھے بہت اچھا لگا۔ اگر دنیا کا ہر انسان یہ سوچ رکھنے والا ہو تو ہر جگہ امن قائم ہو جائے گا۔ مجھے اچھا لگا کہ یہاں کے سیاستدان آپ کی جماعت سے بہت خوش ہیں اور لوگ اعتراف کر رہے ہیں کہ آپ کی جماعت دنیا کو امن اور مدد دینا چاہتی ہے اور میرے خیال سے یہ صحیح راستہ ہے۔

❁ ایک سیاستدان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں بہت متاثر ہوئی ہوں، خاص طور پر آپ کے ماٹو سے۔ اس میں بہت سی باتیں مضمر ہیں۔ ہم اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں اور میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ بھی اس پر عمل کیا جائے گا۔ میں نے مسجد دیکھی ہے اور ہمسایوں سے بھی اس بارے میں بات کی ہے۔ انہوں نے مسجد کو قبول کر لیا ہوا ہے اور میرے تک یہ بات پہنچ چکی ہے کہ آپس کے اچھے تعلقات ہیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ بھی اسی طرح پیار کے ساتھ رہا جائے گا۔ مجھے تقریب بہت اچھی لگی۔ بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔

❁ ایک صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے یہ تقریب بہت اچھی لگی ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ مجھے حضور انور کو ملنے کا پھر موقع ملا ہے اور ایسا موقع بہت خاص موقع ہے۔ یہ ایک بڑی واضح بات ہے کہ ہمارے ملک میں مذہبی آزادی ہے اور یہ کہ ہر ایک کو عبادتگاہ تعمیر کرنے کا حق ہے۔ تقریب کامیاب رہی ہے۔

❁ ایک مہمان نے ان الفاظ میں اپنے تأثرات کا اظہار کیا کہ: مَیں بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں خود بین المذاہب مکالمات کے لئے کام کرتا رہا ہوں۔ اس لئے مجھے جماعت کا تھوڑا سا تعارف ہے لیکن آج میرے علم میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ مَیں اس بات سے بہت متأثر ہوا ہوں کہ آپ کی جماعت میں بین المذاہب مکالمات پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمیں Munich کے قریب اکٹھے مل بیٹھنے کی جگہ میسر ہے۔ یہ تقریب نہایت منظّم ہے۔ جگہ اچھی ہے۔ سٹیج بہت اچھا ہے۔ اس سے بہتر شاید ممکن نہیں تھا۔ مذہبی آزادی ساری دنیا میں ایک اصولی چیز ہونی چاہئے۔

(باقی آئندہ)

NINE VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. Indonesian Speaker 2. Bangla Speaker 3. Persian Speaker
4. Arabic Speaker 5. Urdu Speakers (3 vacancies)

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following nine posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and in addition to a recent equivalent to English Language level B2 on the CEFR have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	*Likely posting*
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Bangla speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Arabic speaker	Assist Arabic desk present religious programmes on TV	Tilford Surrey
English speaker	Research, edit preaching literature and periodicals	London SW19
Urdu speaker	Lead presentation of religious TV programmes	London SW19
Urdu speaker	Minister of Religion, preaching and propagation	Oxford
Persian speaker	Farsi translation and promote literary research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Hadith critical appraisal and mysticism research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Jurisprudence, history and biographies	Minister of Religion training academy Hampshire

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following:

Lead and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and as specified in respect of the first four and seventh vacancies with a good understanding of Indonesian, Bangla, Arabic, English or Persian. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years (except for the lead presenter of religious TV programmes where up to 6 months Minister of Religion practical experience supplemented by a thorough TV broadcasting knowledge would suffice) and have a good record of performance. For all vacancies, you will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college or at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience (6 months for lead TV presentation of religious programmes); or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:

Meets minimum wage or £3,420/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer; travel expenses reimbursed; 25 paid holidays per annum.)

Closing Date: 23 August 2014

Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

URGENTLY REQUIRED

POSITIONS VACANT IN MARKAZI OFFICE BASED IN LONDON

We are looking for an enthusiastic, hardworking and ambitious individuals to fill the following two 'full time employment' vacancies in our Computer Department:

1. NETWORK ADMINISTRATOR

- ....Hold a Computer degree / Certification OR a minimum of one year experience in the field.
- ....A basic knowledge / experience of networking is essential.

2. PROGRAMMER

- ....Hold a Computer degree / Certification OR a minimum of one year experience in the field.
- ....A working knowledge in PHP is essential.
- ....Working on IBM AS400 environment will be an advantage.

OTHER SKILLS REQUIRED

- ....Can demonstrate confidence, have a positive, structured approach to problem solving and have the ability to communicate effectively.
- ....Have an ability to work with tight deadlines.
- ....Have an ability to support other members of the team to achieve common goals.
- ....Excellent troubleshooting skills
- ....Strong attention to detail
- ....Good decision-making skills

Waqf-e-Nau candidates will be given a first preference however an experienced person with a spirit of at least 3 years Waqf-e-Arzi may also be considered for these positions.

These are urgent vacancies so please apply with your CV and a Covering Letter, attested by your Local Jama'at President to:

Address:
Mirza Mahmood Ahmad, 22 Deer Park Road London, SW19 3TL
Or email: mahmood.ahmad@alshirkat.co.uk

غزوۂ بدر

17 رمضان 2 ہجری [624ء]

بریگیڈیر [ر] دبیر احمد پیر

1۔ حالات [prevailing environment]

عسکری مہمات پر ان حالات کا بالواسطہ یا بلاواسطہ براہ راست اثر ہوتا ہے جو اس وقت موجود ہوتے ہیں۔ غزوہ بدر ہجرت کے صرف دو سال کے بعد ہوئی۔ اس عرصہ کے دوران مسلمانوں اور کفار کے درمیان 4 غزوات اور 4 سرایا ہوئے لیکن سب میں لڑائی نہیں ہوئی۔ گو کہ کفار مکہ کئی وجوہات سے مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے تھے مگر جو دو مرکزی وجوہات ابھر کر سامنے آتی ہیں جن کے سبب بدر میں دونوں کی فوجوں کا آمنا سامنا ہوا ذیل میں درج ہیں:

...... **تبلیغ:** رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچتے ہی مسلمانوں کا ایک مرکز وجود میں آ گیا اور ایک لمبے عرصے سے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے تھے وہ کم ہو گئے اور ایک ایسی جگہ پیدا ہو گئی جہاں پر وہ ظلم کی صورت میں پناہ لے سکتے تھے۔ قریش مکہ تک مسلمانوں کی تبلیغی سرگرمیوں کی خبریں بھی پہنچ رہی تھیں جن کی وجہ سے انہیں خوف پیدا ہو رہا تھا کہ کہیں مسلمان ایک بڑی طاقت بن کر ان کے سامنے نہ کھڑے ہو جائیں۔

...... **تجارتی راستوں کا غیر محفوظ [vulnerable] ہونا**

مکہ سے شام جانے کے راستے مدینہ کے جنوب مغرب یا مغرب سے گزرتے تھے۔ ان راستوں کو وہ تمام تجارتی قافلے استعمال کرتے تھے جو مکہ سے شام اور شام سے مکہ تجارتی سامان لے کر جاتے تھے۔ تجارت مکہ والوں کی life line تھی۔ مسلمانوں کا مدینہ میں اپنے آپ کو مستحکم کرنے اور اپنی طاقت کو اطراف میں project کرنے سے یہ تجارتی راستے خود بخود غیر محفوظ اور مسلمانوں کے زیر اثر آ جاتے تھے۔ مکہ والوں کے لئے ان حالات میں بہت سے خطرات درپیش تھے جن کا براہ راست اثر ان کی معاشی حالت پر پڑ سکتا تھا۔

2۔ پس منظر

رمضان 2 ہجری میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ایک بڑے قافلے کی اطلاع ملی کہ وہ شام سے مکہ جانے کے لئے تیار ہے اور اس کا امیر ابوسفیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلے کو intercept کرنے کا پلان بنایا۔ مکہ سے ابوجہل بھی قافلے کی مسلمانوں سے حفاظت کے لئے ایک بڑا لشکر لے کر نکلا اور دونوں افواج کا آمنا سامنا 17 رمضان 2 ہجری [مارچ 624ء] کو بدؔر کے مقام پر ہوا۔ جب قریش کا لشکر جحفہ کے مقام پر پہنچا جو کہ بدر کے جنوب میں نزدیک ہی واقعہ ہے انہیں ابوسفیان کا پیغام ملا کہ قریش کا تجارتی قافلہ خیریت سے مکہ پہنچ گیا ہے اور وہ واپس آ جائیں۔ ابوجہل نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا جبکہ مکہ کے زیادہ تر سردار مسلمانوں سے لڑائی کے حق میں نہیں تھے۔ اسی دوران ابوسفیان بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ لشکر سے آملا۔

3۔ مخالف افواج کا تقابلی جائزہ

	مسلمان	قریش
کمانڈر	رسول پاک ﷺ	ابوجہل
کل نفری	313	1000
گھڑ سوار [کیولری]	2	200 [تعداد میں اختلاف]
انتظامی صیغے	70 اونٹ	700 اونٹ [تعداد میں اختلاف]
	بہت قلیل مقدار میں سامان	وافر مقدار میں سامان
ہتھیار	ادنیٰ	اعلیٰ
کیفیت	دفاعی	جارحانہ

4۔ اسلامی فوج کی مدینہ سے بدر تک کی حرکت [movement]

...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں نے 12 رمضان 2 ہجری [مارچ AD624] کو مدینہ سے کوچ کیا۔

...... اسلامی لشکر نے مدینہ سے بدر تک کا فاصلہ اس طریقے سے طے کیا جو عصر حاضر کی صحرائی اور میدانی جنگوں کے مطابق اور ہم آہنگ ہے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کی movement کے دوران اس کے آگے ایک advance party بھجوائی تاکہ دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں اور فوج movement کے دوران دشمن کے ممکنہ اچانک حملے سے محفوظ رہے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کو دستوں اور گروپس میں تقسیم کیا اور ان کے کمانڈر مقرر کئے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کو بھی الگ الگ دستوں میں ترتیب دیا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے عقب [rear] اور پہلوؤں [flanks] کی حفاظت کے لئے بھی دستے مامور کئے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام استعمال والے راستے کو چھوڑ کر ایک ایسے راستے کا انتخاب کیا جو کہ بہت کم استعمال ہوتا تھا تاکہ مسلمانوں کی نقل و حرکت پوشیدہ رہے۔

...... مسلمان کامیابی کے ساتھ زفران [بدر کے نزدیک] پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بدر کی سمت اور ایک دستہ شام سے مکہ کے راستے کی سمت بطور intelligence collecting patrols روانہ کئے تاکہ دشمن [تعداد، ہتھیار، گھوڑے، ساز و سامان، رسد و رسائل وغیرہ]، زمین [layout، پانی، رکاوٹیں، چھپنے کی جگہیں وغیرہ] اور تجارتی قافلے کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

...... اگلے روز اسلامی دستوں نے قریش کے دو غلام پکڑے جو اُن کے لئے پانی لے کر جا رہے تھے۔ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تفتیش کی جس پر یہ بات سامنے آئی کہ قریش ایک فیصلہ کن جنگ کے لئے نکلے ہیں اور انہوں نے بدر سے جنوب مغرب میں پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔

...... بدر میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاورت سے اسلامی لشکر کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جو اُنچائی [dominating] پر تھی اور ساتھ ہی پانی کے ذرائع پر کنٹرول حاصل کیا۔

5۔ میدان جنگ کا جائزہ [Appreciation of the battle field]

...... بدر مدینہ سے تقریباً 65 میل کے فاصلے پر مکّہ سے شام کے راستے پر واقع ہے۔

...... بدر کا میدان تقریباً 5 میل لمبا اور 4 میل چوڑا ہے۔

...... میدان کی سطح عمومی طور پر سخت لیکن چند جگہوں پر ریتلی [sandy] ہے۔

...... شمال اور مشرقی علاقے چھوٹی پہاڑیوں پر مشتمل ہیں۔ جنوب میں بھی ایک پہاڑی ہے جبکہ مغرب کی طرف ساحل کے نزدیک ریت کے ٹیلے ہیں۔

...... قریش کے لشکر نے بدر کے جنوب مغرب کی جانب کیمپ کیا۔

...... مسلمانوں نے بدر کے چشموں کے نزدیک سخت زمین پر ڈیرہ ڈالا۔

...... چشموں تک جانے کے لئے قریش کو کافی فاصلہ ریت کے ٹیلوں اور نرم زمین پر طے کرنا پڑتا تھا جو کہ انفنٹری اور گھوڑوں کے لئے مشکل تھا۔

...... چشموں کے عقب کا علاقہ اونچا اور دفاعی نکتہ نظر سے نہایت موزوں تھا۔

6۔ مسلمانوں کی جنگی منصوبہ بندی اور حکمت عملی

...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کے لئے اونچی جگہ کا انتخاب کیا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کے استعمال کے لئے ایک کنواں چھوڑ کر باقی تمام کو ریت سے بھر دیا یا بنیرے بنوا کر پانی کا رخ موڑ دیا۔

...... چونکہ مسلمانوں کے پاس کیولری [گھوڑ سوار دستے] کی کمی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفاعی حالت [defensive posture] اپنانے کا فیصلہ کیا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو اس طرح ترتیب [deploy] دیا کہ اس کی دونوں اطراف [flanks] اور عقب [rear] کو بدر کی پہاڑیاں cover مہیا کر رہی تھیں۔

...... تیر اندازوں کو flanks پر اور پیچھے کی جانب اور اونچی جگہ پر deploy کیا۔

...... اچھے warriors کو درمیان میں سامنے والے دستوں میں رکھا تاکہ وہ حملے کے ابتدائی shock کو absorb کر لیں۔

...... اسلامی لشکر کا ہیڈ کوارٹر پیچھے کی جانب اونچی جگہ پر بنایا گیا تاکہ جنگ پر observation visual کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکے۔

...... ایک چھوٹی سی فورس جس کی تعداد کا صحیح علم تو نہیں ہے لیکن اندازاً 25/30 افراد پر مشتمل کو reserve کے طور پر رکھا گیا تاکہ ناگہانی حالت میں یا حملے کی صورت میں استعمال ہو سکے۔

...... جنگ والے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسلامی فوج کو deploy کیا اور تفصیلی coordination instructions دیں اور موقع پر جا کر final adjustments کیں۔

...... فوج کے آخری معائنے کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر سے خطاب فرمایا اور انہیں جہاد کے لئے motivate کیا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو لڑائی کا طریق سمجھایا کہ اپنی جگہ قائم رہتے ہوئے دشمن کو پہلے اپنے ہتھیاروں کا ان کی range کے مطابق استعمال کر کے روکنا ہے اور تیر برسا کر اس کے حملے کو منتشر [disrupt] کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم نہ آئے مسلمان اپنے حملے کا آغاز نہیں کریں گے۔

...... command of Unity کے اصول پر عمل کرتے ہوئے پوری اسلامی فوج کی قیادت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی۔

7۔ قریش کی مکہ سے بدر تک کی حرکت اور ان کی جنگی منصوبہ بندی

...... مسلمانوں کے برخلاف قریش کی مکہ سے بدر تک کی حرکت کے بارے میں بہت کم معلومات موجود ہیں۔

...... قریش کی 1000 افراد پر مشتمل ساز و سامان سے لیس فوج ابوجہل کی قیادت میں قافلے کی حفاظت اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے نکلی۔

...... بدر کے مقام سے پہلے جہاں پر قریش کے لشکر نے پڑاؤ کیا تھا جب ان کے غلاموں نے انہیں مسلمانوں کی بدر کے مقام پر موجودگی کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی فوج اور ان کے ارادوں کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی ہیں تو وہ بہت upset ہوئے۔

...... انہیں تجارتی قافلے کی خیریت سے مکہ پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ ابوجہل لڑائی کے حق میں جبکہ زیادہ تر سردار واپس جانے کے حق میں تھے۔

...... قریش کے سرداروں نے تمام رات اسی بحث مباحثے میں گزاری۔

...... قریش کی فوج کے پاس پانی کی کمی تھی جبکہ لوکل resources مسلمانوں کے زیر اثر تھے۔

...... جنگ سے ایک رات قبل قریش نے اپنا کیمپ توڑا اور بدر کی سمت چلے۔ گزشتہ روز کی بارش کے سبب ان کے گھوڑوں اور اونٹوں کو زمین کے نرم ہونے کے سبب چلنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔

...... انہوں نے بدر کی وادی میں پڑاؤ ڈالا اور مسلمانوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔

...... قریش کا انداز جنگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پلان کے برعکس قدیم اور فرسودہ تھا۔ ان کی قیادت محکم اور منظّم نہیں تھی۔ روایتاً ان کی لڑائی کا انداز ایک جماعت یا گروپ کی طرح نہیں تھا بلکہ وہ اس طرح لڑتے تھے جیسے فرد فرد سے لڑتا ہے۔ انہوں نے اس لڑائی کے لئے خصوصی طور پر کوئی strategy بھی نہیں بنائی تھی۔ انہیں بظاہر اپنی تعداد اور ساز و سامان پر بھروسہ تھا۔

8۔ جنگ کی حالت [conduct of battle]

غزوہ بدر اسلام اور کفر کے درمیان پہلی تاریخی جنگ تھی۔ یہ 17 رمضان 2 ہجری [مارچ AD624] کو بدر کے مقام پر لڑی گئی۔

...... **مبارزت طلبی:** قریش مکہ کے لئے جنگ کا آغاز ہی ذلت آمیز تھا کیونکہ انکے کئی بہادر اور بڑے لوگ جنگ سے پہلے ہی مبارزت کے مرحلے میں مارے گئے۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق اسود بن عبدالاسد المخزومی نے اپنی صف سے آگے نکل کر مسلمانوں کو للکارا جس پر حضرت حمزہؓ

بن عبدالمطلب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آگے بڑھے اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد قریش کی طرف سے عتبہ، ولید اور شیبہ نکلے جن کے مقابلے پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نکلے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل عتبہ اور ولید کو فوری ڈھیر کر دیا جبکہ شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا بعد میں اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

......**اعلان جنگ:** اس کے بعد قریش کے تیراندازوں نے لمبے فاصلے سے مسلمانوں پر تیر برسا کر جنگ کا آغاز کیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تیراندازوں کو اس وقت تک روکے رکھا جب تک قریش کا لشکر نزدیک نہیں پہنچ گیا۔ اس کے بعد تیروں کی اچانک بوچھاڑ قریش کے لشکر پر بہت کارگر ثابت ہوئی۔

قریش کے لشکر کے لئے اونچائی کی طرف ایڈوانس کرتے ہوئے اپنے زور [momentum] کو قائم رکھنا مشکل ہو گیا تھا۔

نرم اور دلدلی زمین کے سبب قریش کی کیولری بھی بااثر طور پر کام نہ کر سکی۔

مسلمانوں کے تیرانداز بہت پر اثر اور کارگر رہے۔

دوپہر تک قریش کے لشکر پر پانی کی کمی کے نمایاں اثرات مرتب ہو چکے تھے۔

قریش کے لشکر کا سالار ابوجہل لڑائی میں مارا گیا۔

مسلمانوں کے جوابی حملے [counter attack] سے قریش کا جھنڈا گر گیا اور اسی دوران ریت کا طوفان آ گیا۔ قریش کے قدم اس طرح اکھڑے کہ وہ دوبارہ گروہ بندی [re-grouping] نہ کر سکے۔

جانی نقصان/جنگی قیدی: اس جنگ میں قریش کے 70 آدمی مارے گئے اور 70 ہی جنگی قیدی بنے جبکہ مسلمانوں کے 14 آدمی شہید ہوئے۔

9۔اسیران جنگ

غزوۂ بدر کے بعد جنگی قیدیوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان تقسیم فرمایا اور ہدایت دی کہ:

...... قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔

...... امیر قیدیوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔

...... نادار اور تنگدست قیدیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ کے بغیر ہی رہائی عطا فرما دی۔

...... پڑھے لکھے قیدیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فدیہ مقرر فرمایا کہ وہ مدینہ کے دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کی پرانی رسم کو کہ قیدیوں کو غلام بنا کر رکھا جاتا تھا مکمل طور پر ختم کر دیا۔

غزوۂ بدر کا عسکری نقطۂ نظر سے تجزیہ

1۔قریش کے strategic balance کو منتشر [disrupt] کیا

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے تجارتی راستوں کو خطرے میں ڈالا جو کہ ان کی life line تھے اور جن کے سبب ان کی معیشت خطرے میں پڑ گئی تھی۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہنچ کر میدان بدر میں ایسی پوزیشن سنبھالی جس کے سبب بدر کے پانی کے کنوئیں مسلمانوں کے زیر اثر آ گئے۔ اس طرح دشمن کی فوج کو صحرائی جنگ کی نازک ترین صورت حال [critical situation] کا سامنا کرنے پر مجبور کر دیا۔

...... کم وقت میں دشمن کو زیادہ نقصان پہنچایا۔

......دشمن سے initiative اور اچانک پن [surprise] لے لیا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف عرب قبائل سے معاہدے کر کے درج ذیل strategic نتائج حاصل کئے:

......قریش کو external bases سے محروم رکھا جن کو استعمال کر کے وہ مسلمانوں کے خلاف حملے کر سکتے تھے۔

......قریش کو ایسی قوتوں سے محروم رکھا جن سے معاہدے کر کے وہ اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے۔

......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ کی آزادی حاصل کی جو کہ دشمن کے حال اور مستقبل کے لئے خطرہ بن گیا۔

2۔جنگی منصوبہ بندی کے دوران زمین اور موسم کا صحیح جائزہ لینا

...... مسلمان بدر کے میدان میں قریش سے پہلے پہنچے، انہوں نے اپنی پسند کی جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور قریش کو مجبور کیا کہ وہ ناموافق اور غیر موزوں جگہ سے لڑائی کریں۔

......بدر کے علاقے میں اپریل کے مہینے میں بارشیں متوقع ہوتی ہیں۔ قریش نے نشیب میں پڑاؤ ڈالا۔ اسی دوران بارش ہوئی اور زمین دلدلی [marshy] ہو گئی جس کی وجہ سے حملے کے وقت قریش کے لشکر کو نقل و حرکت میں بہت مشکل پیش آئی۔

......باوجود اس کے کہ قریش کی کیولری superior تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان جنگ کا چناؤ، اس کا استعمال اور موسم کا صحیح جائزہ لینے کی وجہ سے مسلمانوں نے ایک ایسی فوج کو شکست دی جو کہ تعداد، ہتھیاروں اور رسد و رسائل میں ان سے بہت بہتر تھی۔

......اس جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نتائج حاصل کئے جو کہ عام حالات میں جانی اور مالی لحاظ سے بہت مہنگے پڑتے۔

3۔فوج پر مکمل کنٹرول رکھنا

جو فوج اپنے سے طاقتور دشمن کا مقابلہ کر رہی ہو اس کے کمانڈر کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی سپاہ پر مکمل کنٹرول رکھے۔ اس طرح تمام وسائل کا مؤثر استعمال ہوتا ہے اور کم سے کم جانی، مالی اور وقت کے نقصان سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی فوج کو صیغوں میں تقسیم کیا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صیغے کو لائنوں میں ترتیب دیا۔

......یہ لائنوں والی جنگی ترتیب [linear combat formation] سپاہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے سلسلے میں عربوں کے روائتی hit and run کے طریقے سے زیادہ کارگر ثابت ہوئی۔

......اس جنگی ترتیب کے سبب مسلمانوں کے درمیان نظم و ضبط بہتر ہوا، لڑنے والے صیغوں کے درمیان باہمی تعاون [mutual cooperation] پیدا ہوا جس کے نتیجے میں کمانڈروں کو مستحکم اور مستقل کنٹرول حاصل رہا۔

4۔وسائل کا مناسب استعمال [economy of effort]

یہ جنگ کا ایک ایسا اصول ہے جو کہ اپنے سے طاقتور دشمن سے مقابلے کے لئے ناگزیر ہے۔ اپنی سپاہ پر مستحکم کنٹرول حاصل کرنے کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جنگی احکام [combat orders] جاری فرمائے جن کی مدد سے کافی حد تک محدود وسائل کو صحیح استعمال میں لایا گیا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج سے ہتھیاروں کو ان کی قابلیت [capabilities] اور خصوصیات [characteristics] کے مطابق استعمال کروایا۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ دشمن کے نزدیک آنے تک تیر نہیں پھینکے جائیں گے۔ اس کے درج ذیل فوائد سامنے آئے:

......اسلامی فوج میں تیروں کی کمی کے باوجود ان کا استعمال باکفایت رہا۔

......تیراندازی کو مؤثر بنایا۔

......دشمن پر اچانک پن حاصل کر کے اسے demoralise کیا، کم فاصلے سے زیادہ volume میں تیر برسا کر اسے بچنے کا موقع نہ دیا اور اس کا کم وقت میں بھاری نقصان کیا۔

5۔اچانک پن [surprise]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اعلیٰ بصیرت اور حکمت عملی کے سبب قریش کی فوج پر مؤثر طور پر اچانک پن حاصل کیا۔ عسکری معاملات میں دشمن پر اچانک پن حاصل کرنے سے مراد ایسا کام کرنا ہے جس کی دشمن کو توقع نہ ہو اور جس کے خلاف اس نے کوئی پلان [contingency plan] نہ بنایا ہو۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کو غیر معروف راستوں سے لے کر قریش سے پہلے میدان بدر پہنچ گئے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اقدام کئے جن کے سبب قریش مسلمانوں کی نقل و حرکت سے مکمل طور پر لاعلم رہے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مروجہ طریق کے برخلاف بہت ہی منظّم طور پر قریش سے جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو دفاعی انداز میں ترتیب دیا۔ انصار اور مہاجرین کو الگ الگ صیغوں میں بانٹا اور دستوں کو لائنوں میں کھڑا کیا جبکہ قریش اپنے روائتی انداز جنگ میں کافی حد تک غیر منظّم تھے۔

......اسلامی لشکر کے تیراندازوں کی مؤثر کارکردگی نے قریش کو مکمل طور پر surprise کیا اور ان کو بہت نقصان پہنچایا۔

...... قریش کے لشکر کو مسلمانوں کے خلاف ایڈوانس کے دوران بارش کے سبب نرم اور دلدلی زمین عبور کرنی پڑی جو کہ نہ صرف گھوڑوں کے لئے بلکہ پیدل فوج کے لئے بھی رکاوٹ بنی۔ چونکہ یہ ان کے لئے ایک نئی صورت حال تھی جس کے لئے انہوں نے کوئی متبادل پلان نہیں بنایا ہوا تھا اس لئے انہیں کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

6۔قیادت

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فیصلہ کن وقت، مقام اور اقدام کے بارے میں خود فیصلہ فرماتے۔ میدان جنگ میں critical موقعوں پر سب کے درمیان موجود ہوتے جس کا اسلامی لشکر کے مورال پر بہت مثبت اثر ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نازک مرحلے پر صحابہ کرام سے مشاورت کرتے اور ان کے مشوروں کو اہمیت دیتے۔

اس کے برعکس قریش میں قبیلوں کے اپنے لیڈر تھے۔ گو کہ ابوجہل قریش کے لشکر کا سردار تھا لیکن اس کا باقی سرداروں کے ساتھ مسلمانوں سے اس موقع پر جنگ کرنے کے معاملے میں اتفاق نہیں تھا اور آخری وقت تک وہ واپس جانا چاہتے تھے۔ لڑائی کے دوران بھی قریش کی لیڈرشپ نے کوئی خاص کام نہیں دکھایا۔

اختتام

جنگ بدر اسلامی تاریخ میں نقطۂ انقلاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس جنگ کے نتیجے میں ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست نے جنم لیا۔ اس جنگ میں ایک ایسی فوج نے جو اپنی تعداد، نقل و حرکت کی صلاحیت اور رسد و رسائل میں بظاہر کمزور نظر آتی تھی اپنے سے کئی گنا زیادہ طاقتور دشمن کو شکست دی۔ مسلمانوں کی فتح نے عرب میں قریش کی ساکھ کو بری طرح متاثر کیا اور تبلیغ کے دروازے کھول دیئے۔ مسلمان اب ایک طاقت بن کر ابھرے اور بہت سارے قبائل نے ان سے معاہدے کئے۔ اس فتح نے مزید فتوحات کے دروازے بھی کھول دیے۔

روزہ افطار کرنے کا وقت

’’ایک حدیث قدسی ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو افطاری کے وقت سب سے جلدی افطاری کرتے ہیں۔ اللہ کے پیارے بندے بننا چاہتے ہیں تو اس حدیث پر عمل کریں۔ دوسرے کریں یا نہ کریں۔ دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔ پھر سنن ابی داؤد کتاب الصوم میں ہے.......... کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے۔ مسلم کتاب الصیام میں ہے.......... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دن چلا جائے اور رات آجائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اس سفر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضور نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ وہ شخص افطاری لایا آپ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی جانب سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔‘‘

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مجلس عرفان ریکارڈنگ 4رفروری 2000ء، از الفضل ربوہ 13راپریل 2000ء صفحہ 4)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر131)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ مئی 2014ء کے دوران پاکستان میں دو احمدیوں کی افسوسناک شہادت کے واقعات خلاصۃً درج کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور معاشرے میں موجود ان شر پسند عناصر کو دنیا بھر کے لیے عبرت کا نشان بنادے۔ آمین

....

امریکہ سے خدمتِ خلق کے لئے پاکستان آنے والے احمدی ڈاکٹر کی افسوسناک شہادت

ربوہ (چناب نگر)؛26رمئی2014ء: پاکستان میں موجود جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر نظارت امورِ عامہ نے آج درج ذیل پریس ریلیز جاری کی:

’ہم وطنوں کی خدمت کے لئے آئے پاکستانی نژاد امریکن احمدی ڈاکٹر مہدی علی قمر ربوہ میں قتل۔ واقعہ مذہبی منافرت کا نتیجہ اور احمدیوں کے خلاف جاری ٹارگٹ کلنگ مہم کا حصہ ہے: ترجمان جماعت احمدیہ

چناب نگر ربوہ (پ ر) احمدی کارڈیک سرجن ڈاکٹر مہدی علی قمر کو آج مورخہ 26 مئی کو ربوہ کے قبرستان کے سامنے علی الصبح فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق پاکستانی نژاد امریکن ڈاکٹر مہدی علی قمر آج قبرستان میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ دعا کرنے جا رہے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار دو نامعلوم افراد نے ان کو ٹارگٹ کر کے فائرنگ کر دی جس سے وہ موقع پر جاں بحق ہوگئے۔ جائے وقوعہ سے گولیوں کے 11 خول ملے ہیں۔ ڈاکٹر مہدی علی قمر ربوہ کے مشہور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں محدود مدت کے لئے خدمت خلق کے لئے 2 روز قبل پاکستان پہنچے تھے۔ ان کی عمر 50 سال تھی۔ وہ ایک شریف النفس اور نافع الناس وجود تھے جن کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی۔ ان کے لواحقین میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے شامل ہیں۔

ترجمان جماعت احمدیہ پاکستان نے ڈاکٹر مہدی علی قمر کے قتل کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ انسانیت کی بلاامتیاز خدمت کرنے والے ڈاکٹر کا بہیمانہ قتل انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ایک ڈاکٹر جو چند دن پہلے اپنے ہم وطنوں کی خدمت کے لئے آیا اس کو قتل کر کے سفاک مجرموں نے انسانیت پر ظلم کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ افسوسناک واقعہ احمدیوں کے خلاف جاری منظّم ٹارگٹ کلنگ کا حصہ ہے۔ اس سے قبل بھی احمدی ڈاکٹر نشانہ بنائے جاتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین کھلے عام احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز لٹریچر شائع کر کے تقسیم کر رہے ہیں جن میں احمدیوں کے قتل کی ترغیب دی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ عرصہ قبل ایسے مخالفانہ پمفلٹس بھی شائع کئے گئے تھے جن میں احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلاتے ہوئے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں علاج کرانے کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی بنیادوں پر قتل و غارت گری کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کے نفرت انگیز لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے اور معصوم انسانوں کے قتل کے فتوے دینے والوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ انہوں نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی قمر کے قاتلوں کا کھوج لگا کر انہیں سخت سزا دی جائے۔‘

اس واقعہ پر پولیس کا طرزِ عمل نہایت افسوسناک تھا۔ پولیس کے ذمہ دار افسران نے اس واقعہ میں ملوّث افراد کو پکڑنے کے لئے فوری طور پر کوئی کارروائی نہ کی اور نہ ہی کسی قسم کی تفتیش کا آغاز کیا۔ یہ لوگ اپنے ’فرض‘ کو نبھانے کی بجائے اس واقعہ کے بعد بھی حسبِ معمول قیل و قال میں مصروف نظر آئے۔

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن نے اس واقعہ کا ذکر اپنی رپورٹ کے سرِ ورق پر کیا:

پاکستان: انسانی ہمدردی کی بنیاد پر آنے والے ایک احمدی ڈاکٹر کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ پولیس اس معاملہ پر کوئی تفتیش کرتی نظر نہ آئی۔ MAHRC-UAC-079-2014

ویسے تو احمدیوں کے ’واجب القتل‘ ہونے کے فتاویٰ شائع ہونا کوئی نئی بات نہیں لیکن اس واقعہ سے کچھ عرصہ قبل ختمِ نبوّت والوں نے ربوہ کے قریب واقع شہر سرگودھا سے ایک اشتعال انگیز دوورقہ شائع کیا تھا جس میں خاص طور پر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ سے علاج کروانے کو ’گناہِ کبیرہ‘ قرار دیا گیا تھا۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پولیس نے اس اشتعال انگیز فولڈر کی کھلے عام تقسیم پر کسی قسم کی کوئی بھی کارروائی نہ کی۔

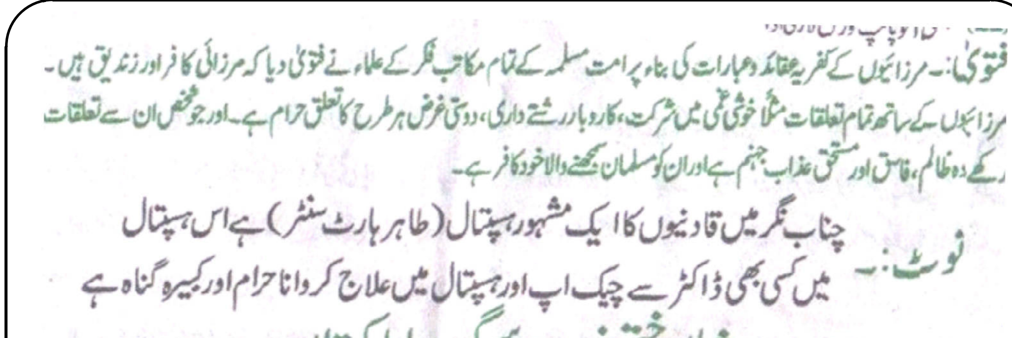
فتویٰ:۔ مرزائیوں کے کفریہ عقائد وعبارات کی بناء پر امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے فتویٰ دیا کہ مرزائی کافر اور زندیق ہیں۔ مرزائیوں کے ساتھ تمام تعلقات مثلاً خوشی غمی میں شرکت، کاروبار رشتہ داری، دوستی غرض ہر طرح کا تعلق حرام ہے۔ اور جو شخص ان سے تعلقات رکھے وہ ظالم، فاسق اور مستحق عذاب جہنم ہے اور ان کو مسلمان سمجھنے والا خود کافر ہے۔

نوٹ:۔ چناب نگر میں قادنیوں کا ایک مشہور ہسپتال (طاہر ہارٹ سنٹر) ہے اس ہسپتال میں کسی بھی ڈاکٹر سے چیک اپ اور ہسپتال میں علاج کروانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے

شبان ختم نبوت سرگودھا پاکستان

0300-9606593 , 0321-6024664 , 0300-8651074 , 0301-6729986

مخالفین احمدیت کے اشتعال انگیز فتویٰ کا نمونہ

ڈاکٹر مہدی علی کی شہادت کی خبر کو پوری دنیا کے میڈیا پر کوَر کیا گیا جن میں نیو یارک ٹائمز (26 مئی 2014ء)، بی بی سی (26 مئی 2014ء)، ایشین ہیومن رائٹس کمیشن ارجنٹ اپیل کیس (AHRC-UAC-079-2014)، LeHuffington Post (26 مئی 2014ء)، NBC (26 مئی 2014ء)، روزنامہ مشرق (28 مئی 2014ء) شامل ہیں۔

نیو یارک ٹائمز نے اس بارہ میں اپنی ویب سائٹ nytimes.com پر دی جانے والی رپورٹ میں لکھا کہ:

’ڈاکٹر قمر نے امسال دوسری مرتبہ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں خدمات سرانجام دینا تھیں۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قائم کردہ امراضِ قلب کا ایک ہسپتال ہے جس میں کام کرنے والا عملہ اور ڈاکٹرز احمدی ہیں۔ لیکن علاج کے لیے کسی بھی مذہب یا فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص یہاں آسکتا ہے۔‘

قاسم نعمان نے اس واقعہ پر ایک آرٹیکل لکھا جس میں درج کیا گیا کہ:

’زہرہ یوسف (چیئر پرسن ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان) نے کہا ہے کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں پر ظلم و ستم ہونا کوئی نئی بات نہیں لیکن یہاں کے معاشرے میں احمدیوں کے ساتھ ایک خاص قسم کا امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ متعدد مقامی اخبارات احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیزی کو فروغ دیتے ہیں اور انتظامیہ اس پر کسی بھی قسم کا کوئی بھی ایکشن نہیں لیتی۔

’Lancaster میں ڈاکٹر مہدی علی کے ساتھ کام کرنے والے ایک ماہر امراضِ قلب شانتا نو سنہا کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر مہدی علی ایک مذہبی آدمی تھے جو اوہائیو میں موجود اپنی کمیونٹی کی دل کھول کر خدمت کرتے تھے...

ڈاکٹر سنہا نے کہا کہ ڈاکٹر مہدی علی ایک نہایت ایماندار، فرض شناس، بااخلاق اور بہت ہی اچھی طبیعت رکھنے والے انسان تھے۔ وہ پاکستان میں موجود طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں کچھ عرصہ کے لئے بلا معاوضہ خدمات سرانجام دینے کی غرض سے پاکستان گئے تھے۔ وہ بہت کشادہ دل تھے!

ڈاکٹر مہدی علی کے بچپن کے ساتھی ڈاکٹر سلطان احمد مبشر نے بتایا کہ ڈاکٹر مہدی علی بڑی باقاعدگی سے پاکستان آتے اور اپنے ساتھ طبی ساز وسامان لاتے تھے۔ یہ تمام سامان امریکہ میں وہ خود اکٹھا کیا کرتے تھے۔ شہید اپنے فارغ وقت میں شاعری کرتے تھے اور اپنا ایک مجموعہ کلام شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

ڈاکٹر سلطان مبشر نے مزید بتایا کہ میرا ڈاکٹر صاحب سے گزشتہ چوالیس سال کا ساتھ ہے۔ ان سے لڑائی تو ایک جانب مجھے نہیں یاد پڑتا کہ ہماری کبھی کسی بات پر تو تکار بھی ہوئی ہو! ایسے پیارے شخص کو کوئی بھلا کیوں قتل کرنے کا سوچ سکتا ہے؟ ہمارے ہسپتال میں علاج کے لیے آنے والے لوگوں میں سے نوّے فیصد غیر احمدی ہوتے ہیں۔ ان کو کسی کے مذہب یا عقیدے سے کوئی غرض نہ ہوتی تھی، وہ تو صرف بیماروں کا علاج کر کے ان کی مدد کرنا چاہتے تھے۔

ڈاکٹر مہدی علی ایک ماہر امراضِ قلب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فلاحی کارکن، ایک سوشل ورکر، ایک شاعر اور ایک خطاط بھی تھے۔ وہ اپنے شعبے میں متعدد ایوارڈز حاصل کر چکے تھے اور ان کا شمار امریکہ کے چوٹی کے ڈاکٹرز میں ہوتا تھا۔ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ پاکستان کا یہ سپوت امریکہ جا کر اعلیٰ تعلیم اور تجربہ کے حصول کے بعد اپنے ہم وطنوں کی خدمت کے جذبات سے سرشار ہو کر جب پاکستان واپس آیا تو صرف اس بنا پر کہ وہ ایک احمدی مسلمان ہے اسے شہید کر دیا گیا!‘

ڈاکٹر مہدی علی کی شہادت پر پاکستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار Daily Times نے اپنی 27 مئی کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا We have let down the Ahamdi Community۔

پولیس کی حراست میں ایک احمدی کی شہادت

شرقپور، ضلع شیخوپورہ؛16 مئی2014ء: خلیل احمد کو پولیس نے توہینِ رسالت کے ایک جھوٹے مقدمہ کی وجہ سے زیرِ حراست رکھا ہوا تھا۔ ایک نوجوان پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا اور اس نے دن دیہاڑے خلیل احمد کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ نظارت امورِ عامہ کی جانب سے جاری کردہ درج ذیل پریس ریلیز میں مزید تفصیلات موجود ہیں:

’’توہین مذہب کے بے بنیاد الزام کے تحت گرفتار احمدی پولیس حراست میں قتل۔ تمام انبیاء پر ایمان لانے والا کوئی احمدی توہین مذہب کا تصور بھی نہیں کر سکتا: ترجمان جماعت احمدیہ

چناب نگر ربوہ (پ ر) تھانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں توہین مذہب کے بے بنیاد الزام کے تحت حراست میں لئے گئے احمدی خلیل احمد صاحب کو پولیس حراست میں قتل کر دیا گیا۔ وحشیانہ اقدام کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ پولیس حراست میں ایک معصوم کا قتل سوالیہ نشان ہے۔ واقعہ کی منصفانہ تحقیقات کے بعد ذمہ داران کو کڑی سزا دی جائے۔ تفصیلات کے مطابق چند دن قبل بھوئے وال ضلع شیخوپورہ میں ایک معمولی لڑائی جھگڑے کو بنیاد بنا کر گاؤں کے شر پسند عناصر نے لاؤڈ سپیکر پر گاؤں کے لوگوں کو اشتعال دلا کر ہجوم جمع کر لیا جس نے گاؤں کا محاصرہ کر کے احمدیوں کے گھروں پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ بعد ازاں پولیس نے 4 احمدیوں غلام احمد، احسان احمد، مبشر احمد اور خلیل احمد کے خلاف زیر دفعہ 295 / A (توہین مذہب)، 337/2 اور 427 کے تحت مقدمہ درج کیا اور نامزد ملزمان میں سے خلیل احمد کو گرفتار کر لیا تھا۔

ایف آئی آر میں نامزد ملزمان میں سے دیگر تینوں ملزمان کی عبوری ضمانت عدالت نے منظور کر لی تھی۔ جبکہ خلیل احمد تھانہ شرقپور پولیس کی حراست میں تھے جمعہ کے روز سلیم احمد نامی شخص نے تھانہ میں گھس کر حوالات میں زیر حراست خلیل احمد پر فائرنگ کر دی جس سے وہ جاں بحق ہوگئے۔ قاتل کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ خلیل احمد کی عمر 65 سال تھی اور ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔‘‘

یہ قاتل پولیس تھانہ میں باقاعدہ اجازت کے ساتھ داخل ہو کر ان حوالات تک پہنچا جہاں خلیل احمد کو زیرِ حراست رکھا گیا تھا اور انتہائی قریب سے ان پر فائرنگ کر دی۔ گولی ان کی گردن پر لگی اور گردن کی پچھلی جانب سے باہر نکل گئی۔

شرقپور جہاں یہ واقعہ ہوا پنجاب کے دارالحکومت سے صرف 35 میل کی دوری پر واقع ہے۔ قاتل کا تعلق ایک ایسے مدرسہ سے ہے جو ایک کالعدم مذہبی تنظیم کے زیرِ انتظام چل رہا ہے۔ پولیس کے لیے اس قاتل کو اکسانے والوں کو ڈھونڈ نکالنا مشکل نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو نہ صرف معصوم احمدیوں کے جانی دشمن ہیں بلکہ ایسے ہی لوگ گورنر پنجاب سلمان تاثیر، وفاقی وزیر شہباز بھٹی اور ایڈووکیٹ راشد رحمان جیسے لوگوں کے قتل کے پیچھے ہیں۔

انتظامیہ کو ایسے خطرناک مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کا یہ نادر موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو ان کی مذموم حرکات سے روک دینے سے ہی معاشرے اور ملک میں امن اور سکون پیدا ہو سکتا ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

لاہور کے بعض شہداء کا ذکر خیر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 نومبر 2010ء میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں سانحہ لاہور کے بعض شہداء کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔

مکرم پروازی صاحب لکھتے ہیں کہ 28 مئی 2010ء کولاہور میں اپنے بہنوئی محترم محمد اسلم بھروانہ کی شہادت پر مجھے خیال آیا کہ ہر شہید ہی میرا عزیز تھا کہ ہم سب ایک امام کی بیعت میں تھے اور بیعت کا رشتہ دیگر سب رشتوں سے زیادہ مستحکم اور معتصم ہوتا ہے۔

چوہدری اعجاز نصراللہ خاں صاحب ربوہ میں معاون ناظر امور عامہ تھے۔ خوبصورت وجیہ وشکیل آدمی تھے۔ جب اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے تو ان کے والد حضرت چوہدری اسداللہ خاں صاحب بارایٹ لاء کو بڑا صدمہ ہوا کیونکہ انہوں نے اپنی دانست میں اپنے اکلوتے بیٹے کو سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کردیا تھا۔ چنانچہ وہ روتے بلکتے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چھوٹتے ہی کہا حضور میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ مر گیا۔ حضور چونک گئے اور بیتابی سے پوچھا ''ہیں اعجاز کو کیا ہوا؟'' چوہدری صاحب نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا: حضور! میں نے تو اسے وقف کیا تھا وہ وقف چھوڑ کر انگلستان جا مرا ہے۔ حضور مسکرائے اور فرمایا کون کہتا ہے اس نے وقف چھوڑ دیا ہے؟ وہ تو میری اجازت سے اعلیٰ تعلیم کے لئے گیا ہے۔ یہ سن کر چوہدری اسداللہ خاں صاحب کی جان میں جان آئی۔ چوہدری اعجاز نصراللہ خاں بیرسٹر بننے کے بعد واپس ربوہ نہیں آئے مگر جہاں بھی رہے سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہے ریٹائر ہونے کے بعد لاہور میں نائب امیر کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اب شہادت کا رتبہ پالیا۔

شیخ منیر احمد صاحب کے ابا کا اسم گرامی شیخ تاج الدین صاحب تھا۔ لاہور کے رہنے والے تھے اور ڈاک خانہ میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ بہت مہمان نواز آدمی تھے۔ منیر جوڈیشل سروس میں چنے گئے اور سیشن جج کسٹم جج اور آخر میں نیب میں جج رہے۔ ہائی کورٹ کے جج نہ بنائے گئے مگر ہائی کورٹ کے ججوں سے زیادہ شہرت، عزت اور نیک نامی پائی۔ پاکستان کی جوڈیشل سروس میں نیک نامی صرف احمدیوں کے لئے ہی رہ گئی ہے۔ یہ تو میں نے بہت لوگوں سے سنا ہے کہ فلاں جج بڑا دیانتدار ہے مگر ایک ہی برائی (یا اچھائی) ہے کہ احمدی ہے کسی کی سفارش نہیں مانتا۔

شیخ منیر احمد صاحب جب تک ملازمت میں رہے پوری دیانتداری کے ساتھ اپنے سرکاری فرائض سرانجام دیتے رہے۔ کسی کو ایک لحظہ کے لئے یہ شکایت نہ ہونے دی کہ سرکاری ملازم ہیں اور جماعت کا کام کرتے ہیں۔ جب جماعت کا کام کرنے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص کو قبول فرماتے ہوئے انہیں لاہور جیسی جماعت کا امیر مقرر فرمایا اور آخر دم تک قیادت کا فریضہ کماحقہٗ انجام دیا۔

مجھے صرف ایک بار منیر سے ایک مشورہ لینے کو ان کے گھر پر جانا پڑا۔ کام بہت ضروری تھا۔ میں عجلت میں تھا منیر تواضع پر مصر تھے مگر بھانپ لیا کہ میں واقعی گھبرایا ہوا ہوں تو اصرار نہیں کیا۔ فون نمبر لے لیا اور جب تک منیر کو یقین نہیں ہوگیا کہ میری پریشانی دور ہوگئی ہے تین بار ان کا فون آیا۔ دو چار روز کے بعد دارالذکر میں ملاقات ہوگئی۔ گلے لگ کر کہنے لگے ایک بات کہوں؟ میں نے کہا ارشاد۔ کہنے لگے مجھے اس بات پر فخر ہے کہ آپ نے بڑا بھائی ہونے کے باوجود اتنے مشکل وقت میں بھی مجھے سفارش کے لئے نہیں کہا حالانکہ میں نے آپ کی بات سن کر بدظنی کی تھی کہ آپ مجھ سے سفارش کروانا چاہتے ہیں۔ مجھے معاف کردیں کیا آپ نے کبھی کسی اور کو بھی بدظنی کرنے پر معافی مانگتے دیکھا ہے؟ یہ احمدیوں کا ہی حوصلہ ہوتا ہے۔

آپ کے امیر جماعت بننے پر میں نے مبارکباد کا پیغام بھیجا تو آپ نے جواب بھجوایا کہ مبارکبادیں کم دو دعائیں زیادہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ذمہ داری نبھانے کی توفیق دے۔

قادیان میں ہمارے سکول کے استاد سید سمیع اللہ شاہ صاحب نہایت صاحب ذوق اور مہربان استاد تھے۔ انگریزی پڑھاتے تھے، رومی ٹوپی پہنتے تھے ساتھ میں سوٹ۔ اُن کے صاحبزادے سید ارشاد علی شاہ کالج میں ہمارے کلاس فیلو تھے۔ بی اے کے بعد وہ سول سروس میں چلے گئے اور فیصل آباد میں ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے ڈائریکٹر رہے۔ آپ بھی لاہور کے جاں نثاروں میں شامل ہوئے۔

ادرحمہ ضلع سرگودھا کا ایک کم عمر یتیم بچہ مولانا محمد احمد جلیل صاحب کی ایک ہمشیرہ نے ربوہ بھیجا۔ وہ معصوم سا بھولا بھالا بچہ مولانا صاحب کے گھر کا فرد بن گیا۔ رہتا تو وہ اپنی اماں کے ساتھ تھا مگر اس کا زیادہ تر وقت مولانا کے بچوں کے ساتھ ان کے گھر میں گزرتا تھا۔ یہ خاموش اور ذہین بچہ بڑھتا اور پڑھتا رہا۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا اوڑھنا پہننا سب مولانا کے بچوں جیسا تھا۔ اس کا نام لال خاں تھا۔ یہ بچہ ہمارا شاگرد بھی ہوا۔ بی اے کیا اور پھر واپڈا میں اکاؤنٹس کے محکمہ میں ملازم ہوگیا۔ جماعت کا خدمتگزار بھی رہا۔ مظفرگڑھ میں امیر ضلع کے فرائض بھی ادا کئے۔ کالج کے پرنسپل اور بعد کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مشفقانہ سلوک سے متأثر ہوکر اس نے ناصرؔ کو اپنے نام کو حصہ بنالیا۔ مسجد نور ماڈل ٹاؤن میں ڈیوٹی دیتا ہوا شہید ہوا۔

میرے بہنوئی اور بھائیوں جیسے مؤدب اور مہذب عزیز محمد اسلم بھروانہ جھنگ کے مشہور بھروانہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ابا اور ماموں احمدی ہوئے۔ ابا جوانی ہی میں فوت ہوگئے۔ اسلم اکیلا ہی بیٹا تھا تین بہنیں تھیں۔ زمینداری کے نام کا سہارا تھا۔ ماموں مخلص احمدی تھے آپ نے کفالت اور نگرانی کا بیڑا اٹھایا۔ ایک بہن فوت ہوگئی تو ان کے بڑے بہنوئی مہر محمد شفیع اور بہن آپا سکینہ نے اس کی اولاد کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ دوسری بہن بھی فوت ہوگئی تو عزیزی اسلم نے اس کے بچوں کو کفالت میں لے لیا۔ یہ سارا خاندان ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یتیم پرور خاندان ہے۔ ہمارے ابا عزیزی اسلم کی ذہانت کو دیکھتے ہوئے اسے ربوہ لے آئے اور اسلم ہمارے گھر کا فرد بن کر رہنے لگا۔ میٹرک کا امتحان تعلیم الاسلام ہائی سکول سے اچھے نمبروں میں پاس کیا۔ جھنگ کالج سے F.Sc کرکے ٹیکسلا یونیورسٹی سے انجینئر بنا اور ریلوے میں ملازمت کرلی۔ ساری عمر نہایت دیانتداری اور دلیری سے ملازمت کی۔ جب ان کی شادی کا وقت آیا تو آپ نے اباجی کے حسن سلوک کو یاد رکھتے ہوئے اباجی کے خاندان سے صہری تعلق جوڑنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور پھر اس رشتہ کو اس طرح نبھایا کہ ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔

پھر یہ نہیں کہ شادی کے بعد اپنی بہنوں کی یتیم اولاد کو بھول گئے ہیں۔ ایک بچی کو ایم اے تک تعلیم دلوائی۔ وہ یونیورسٹی میں اول آئی اور لاہور کے کسی کالج میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہے۔ یتیم بھانجا عزیزی سجاد بھروانہ ان کے ہاں پلا تو نہیں مگر انہی کا بیٹا بن کر رہا شہادت کے وقت بھی انہی کے ہاں تھا اور اپنے ماموں کے ہمراہ ہی جام شہادت نوش کیا۔ یہ عزیز بھی جماعت کے کاموں میں مستعد تھا۔

عزیزم محمد اسلم بھروانہ جماعت کا کام بڑی تندہی اور خلوص سے کرتے تھے۔ قائد ضلع خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ انصار میں بھی عہدیدار رہے۔ جماعت کا کام ہر کام پر مقدم رکھتے تھے۔ وقف بعد ریٹائرمنٹ کا عہد کیا ہوا تھا بلکہ وقف منظور بھی ہوچکا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وقف میں لے لیا۔ پنڈی کوئٹہ لاہور جہاں بھی رہے جماعت کے کاموں میں مستعد رہے۔ طبیعت کے حلیم اور دل کے غنی تھے اور یہی خصوصیت ان کی ہر دلعزیزی کا موجب تھی۔ جماعت کے اجتماعات ان کے وسیع وعریض مکان میں ہوتے تھے۔ گھر ہر وقت مہمانوں سے بھرا رہتا تھا۔

مکرم ملک مقصود احمد صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم اکتوبر 2010ء میں مکرم ملک اطہر احمد صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں وہ اپنے دادا محترم ملک مقصود احمد صاحب سرائے والہ کا ذکر خیر کرتے ہیں جو 28 رمئی 2010ء کو مسجد دارالذکر لاہور میں بعمر 80 سال شہید ہوئے۔

محترم ملک مقصود احمد صاحب شہید کے آباؤاجداد صاحب ثروت تھے جن کی بٹالہ میں مہمان سرائے تھی اور اسی لئے یہ خاندان سرائے والہ کے نام سے معروف تھا۔ شہید مرحوم کے والد محترم ایس اے محمود صاحب صدر پاکستان کے مشیر رہے ہیں جبکہ شہید مرحوم کے نانا حضرت ملک علی بخش صاحبؓ ریاست بھوپال کے وزیر تھے۔ شہید مرحوم کی والدہ محترمہ بھی صحابیہ تھیں۔

محترم ملک مقصود احمد صاحب بھوپال میں پیدا ہوئے۔ قادیان میں اپنی نانی کے پاس رہ کر تربیت اور تعلیم پائی۔ پھر بھوپال چلے گئے اور بعد میں یہ فیملی لاہور منتقل ہوگئی۔ آپ اکاؤنٹس کے ماہر تھے، انشورنس اور امپورٹ ایکسپورٹ سے بھی وابستہ رہے۔ ان کی قابلیت کے پیش نظر مشرقی پاکستان کی جملہ کمپنیوں کی املاک کے نگران بھی رہے۔

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا شاگرد ہونے کا شرف بھی حاصل تھا اور اسی وجہ سے حضورؒ کی خلافت سے قبل اور بعد میں بھی آپ پر نوازشات جاری رہیں اور بعض خاص کام بھی آپ کے سپرد کئے جنہیں آپ نے سرانجام دیا۔ آپ نظام وصیت میں شامل تھے۔ اپنی جماعت میں اور ذیلی تنظیموں میں سالہا سال سے خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ پنجوقتہ باجماعت نماز اور نماز تہجد کے پابند تھے۔ قرآن کریم کی گھنٹوں تلاوت کرتے اور غور کرتے رہتے۔ کتب حضرت مسیح موعودؑ کا بھی باقاعدہ مطالعہ کرتے۔ MTA دیکھتے اور تبلیغ کا جنون تھا۔ ہر طبقہ کو تبلیغ کرتے اور اُن کی ذہنی صلاحیت کے مطابق دلائل دیتے۔

آپ بہت بااخلاق، کم گو، غریب پرور اور عالم باعمل تھے۔ باقاعدگی سے ورزش کرتے اور صحت بہت اچھی تھی۔ سادہ اور درویشانہ زندگی گزارتے۔ بے نفس اور نفیس طبیعت پائی تھی۔ تجسّس اور برائی کرنے کو شدید ناپسند کرتے۔ مستحق افراد کی خاموشی سے مدد کرتے۔

آپ مکرم ملک طاہر احمد صاحب امیر ضلع لاہور کے بہنوئی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ڈاکٹر شمیم ملک صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے مکرم ملک تبسم مقصود صاحب (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ) زندگی وقف ہیں اور نائب ناظر امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

الفضل 9 ستمبر 2010ء میں مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کے درج ذیل دو قطعات عیدالفطر کے حوالہ سے شامل اشاعت ہیں۔

''گزارش''

یاد رکھنا کہ یتیموں کو لگانا ہے گلے
عرض ہے عید کی چاہت کے طلبگاروں کو
اپنی اولاد کی خوشیوں میں مگن اہلِ وطن
بھول جانا نہ شہیدوں کے پریواروں کو

''اُن کے بغیر عید''

جن کے بغیر سانس بھی لینا محال تھا
ان کے بغیر عید منائیں گے کس طرح
وہ مسکراتے لوگ گلے ہی نہیں ملے
ہم لوگ عیدگاہ میں جائیں گے کس طرح

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31 راگست 2010ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی رمضان المبارک کے حوالہ سے نظم شائع ہوئی ہے۔ اس میں سے انتخاب پیش ہے:

ہجر کے ہر درد کا درمان ہے رمضان میں
قُربِ مولا کس قدر آسان ہے رمضان میں
متّقی ہونے کا سب سامان ہے رمضان میں
یہ خدا کا خاص اک احسان ہے رمضان میں
عام سی کوشش پہ بھی ہے اجر بے حد وحساب
قرب پانے کا کھلا میدان ہے رمضان میں
یہ مہینہ ہے مقدس اور تصوّف کا نچوڑ
عبد سے معبود خود یک جان ہے رمضان میں
ہے بہت بد بخت جو پھر بھی نہ بخشا جا سکے
بابِ جنت کھل گئے اعلان ہے رمضان میں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 25, 2014 – July 31, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 25, 2014

00:10	World News
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 28, 1998.
01:55	Seminar Seerat un Nabi
02:55	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:55	Shotter Shondane
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:00	Yassarnal Quran
07:20	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
07:45	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
09:20	Indonesian Service
10:25	Dars-ul-Quran: Recorded on January 29, 1998.
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:20	Noor-e-Mustafwi
13:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:50	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
14:05	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
14:30	Live Shotter Shondhane
16:35	Friday Sermon [R]
17:45	World News
18:05	Ramadan Question And Answer
19:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:05	Ramadan Deeni-O-Fiqahi Masail: Repeat of a live discussion programme on issues related to Ramadan.
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Ramadan Fiqah ki Roshni Mein
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Saturday July 26, 2014

00:00	World News
00:15	Noor-e-Mustafwi
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 29, 1998.
01:45	Friday Sermon: Recorded on July 25, 2014.
03:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:55	Shotter Shondane
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about the Islamic calendar.
08:30	International Jama'at News
09:00	Story Time
09:30	Shan-e-Muhammad saw
10:00	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 24, 1998.
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel
14:00	Live Shotter Shondane
16:15	Live Rah-e-Huda
18:05	World News
18:25	Shan-e-Muhammad saw
19:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:30	International Jama'at News
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:30	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Sunday July 27, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 24, 1998.
02:15	Shan-e-Muhammad saw
03:05	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
03:55	Shotter Shondhane
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:15	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:40	Faith Matters
08:50	Indonesian Service
10:00	Live Asr-e-Hazir: A live and interactive Urdu talk show series exploring contemporary issues and discussing their possible solutions in the light of Islamic teachings.
11:05	Dars-ul-Quran: Recorded on December 22, 1998.
12:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:55	Friday Sermon [R]
14:00	Live Shotter Shondhane
16:05	MTA Variety
16:55	Kids Time: An educational program for children discussing various prayers, hadith and general Islamic knowledge.
17:35	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:30	The Holy Prophet and Ramadan
19:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:05	Ramadan Fiqah Ki Roshni Mein
20:35	Roots To Branches: A discussion programme about the history of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Monday July 28, 2014

00:40	World News
01:00	Dars-ul-Quran: Recorded on December 22, 1998.
03:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
03:55	Friday Sermon: Recorded on July 25, 2014.
04:55	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
07:30	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
08:00	International Jama'at News
08:35	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
09:45	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on May 9, 2014.
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 17, 1998.
12:25	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
15:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:00	Chef's Corner
20:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:20	Malayalam Service
22:55	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Tuesday July 29, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 17, 1998.
02:00	Seerat-un-Nabi
03:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:50	Friday Sermon: Recorded on October 17, 2008.
05:00	Chef's Corner
05:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15	Yassarnal Quran
07:40	Real Talk
08:45	Quran Quiz
09:25	Noor-e-Mustafwi
09:45	Indonesian Service
10:45	Dars-ul-Quran: Recorded on December 12, 1998.
12:15	Alif Urdu: A series of educational programmes teaching Urdu to people of all ages, using various interactive techniques to enhance learning.
13:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:35	Yassarnal Quran
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Real Talk
16:00	Shaan-e-Khatamul Ambiya saw
16:50	Alif Urdu
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Quran Quiz
19:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:00	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 25, 2014.
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:30	Alif Urdu
23:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Wednesday July 30, 2014

00:05	World News
00:20	Dars-ul-Quran: Recorded on December 24, 1998.
01:50	Noor-e-Mustafwi
02:05	Shaan-e-Khatamul Ambiya saw
03:00	Quran Quiz
03:30	Eid Special
04:20	Alif Urdu
05:00	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15	Al Maa'idah
06:35	Al-Tarteel
07:05	Chef's Corner
07:35	Magic Show
08:00	Live Eid Proceedings: Eid-ul-Fitr proceedings from Baitul Futuh.
10:00	Live Eid Proceedings: Eid-ul-Fitr proceedings from Baitul Futuh.
11:00	Live Eid Proceedings: Eid-ul-Fitr proceedings from Baitul Futuh.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:45	Eid-ul-Fitr Special
16:20	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Eid Special Programmes
19:40	Real Talk
20:40	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
21:10	Eid-ul-Fitr
21:45	Eid Sermon
22:55	Intikhab-e-Sukhan

Thursday July 31, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35	Al-Tarteel
01:10	Eid Special
01:45	Eid Special Programmes
03:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:50	Faith Matters
04:55	Eid Special Programmes
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Huzoor Tour Of India: A programme documenting Huzoor visit to India in 2008.
07:40	Eid Show
08:00	Beacon Of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on September 2, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Beacon Of Truth
14:05	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on July 25, 2014.
15:10	Eid Milan
15:50	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme.
16:15	Tarjamatul Quran Class [R]
17:20	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Huzoor Tour Of India [R]
18:45	Faith Matters
20:00	Eid Milan
20:35	Islami Mahino Ka Ta'aruf
21:00	Tarjamatul Quran Class [R]
22:55	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 Friday 18 July, 2014 Issue No. 29

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

Neufahrn (جرمنی) میں مسجد المہدی کا افتتاح۔

اس موقع پر منعقدہ تقریب میں ممبران پارلیمنٹ، میئر، علاقائی کمشنر اور متعدد اہم سیاسی وسماجی وحکومتی افراد کی شمولیت۔

مختلف معزز مہمانوں کی طرف سے مسجد کی تعمیر پر مبارکباد، جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور خدمت خلق کے کاموں پر خراج تحسین۔

مساجد کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک جگہ اکٹھا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے حقیقی لوگ وہ ہوتے ہیں جو نہ صرف عبادت کرنے والے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ حقیقی عبادت گزار وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کی اپنے بھائیوں کی اور دوسرے انسانوں کی نہ صرف خدمت کرتا ہے بلکہ ان کے جذبات کا بھی خیال رکھتا ہے تا کہ ہمارے ماحول میں، ہمارے شہر میں، ہمارے ملک میں اور دنیا میں، آپس میں محبت اور بھائی چارہ پیدا ہو، اور امن اور سلامتی کی فضا قائم ہو۔

——— (مسجد کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب)

❁ خلیفۃ المسیح نے جو امن کا پیغام دیا ہے وہ آپ کے سارے وجود سے ظاہر ہو رہا تھا اور سارے ہال پر اس کا گہرا اثر تھا۔

❁ خلیفہ کے چہرہ پر نور نظر آتا ہے۔ یہ خاموش بھی رہیں تو سارا دن ان کو دیکھنے کو دل کرتا ہے۔ ❁ حضور انور کے وجود سے روحانیت ٹپکتی ہے۔

——— (تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

9 جون 2014ء بروز سوموار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بج کر بیس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

Neufahrn میں ’مسجد المہدی‘ کا افتتاح

آج پروگرام کے مطابق میونخ شہر سے ملحقہ Neufahrn شہر میں ’’مسجد المہدی‘‘ کے افتتاح کی تقریب تھی۔

صبح دس بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں بیت السبوح سے Newfahrn شہر کے لئے روانگی ہوئی۔ بیت السبوح سے اس شہر تک کا فاصلہ 390 کلومیٹر ہے۔ قریباً سوا تین گھنٹے کے سفر کے بعد جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی موٹروے سے اتر کر شہر کی حدود میں داخل ہوئی تو پولیس کی ایک کار نے قافلہ کو Escort کیا اور شہر کے اندر جگہ جگہ پولیس کی مختلف گاڑیاں ٹریفک کو روکے ہوئے تھیں تا کہ جس راستہ سے حضور انور نے گزرنا ہے اُس میں کہیں بھی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہ پروٹوکول اس صوبہ Bayern میں صرف انتہائی اعلیٰ شخصیات کو دیا جاتا ہے۔

ایک بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ’’مسجد المہدی‘‘ میں ورود مسعود ہوا۔ مقامی جماعت کے افراد مرد وخواتین، جوان بوڑھے، بچے بچیاں صبح سے ہی اپنے پیارے آقا کی آمد پر تیاریوں میں مصروف تھے۔ ان کے لئے آج کا دن انتہائی خوشی و مسرّت کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم اس سرزمین پر پہلی دفعہ پڑ رہے تھے۔ ہر کوئی بیحد خوش تھا اور اپنے پیارے آقا کی آمد کا منتظر تھا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور بچوں اور بچیوں کے گروپس نے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ ہر چھوٹا بڑا اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ خواتین اپنے پیارے آقا کے دیدار اور شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

ریجنل امیر مکرم ظفر احمد ناگی صاحب، ریجنل مبلغ منور حسین طُور صاحب، صدر جماعت Freising مکرم مظفر احمد گوندل صاحب اور صدر جماعت Munich مکرم مرزا وسیم احمد صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اس موقعہ پر Neufahrn شہر کے میئر Mr. Franz Heilmeier نے بھی حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ موصوف حضور انور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور انور نے میئر صاحب سے گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق پانچ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں بادام کے درخت کا پودا لگایا اور علاقہ کے میئر Mr. Franz نے بھی ایک پودا لگایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے آئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ جس کے ساتھ ہی ’’مسجد المہدی‘‘ کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد سے ملحق دفاتر، کچن اور عمارت کے دیگر حصوں کا معائنہ فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت اور ترانے پیش کئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ خواتین اس دوران مسلسل شرف زیارت سے فیضیاب ہوتی رہیں۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ ہال سے باہر تشریف لائے تو تمام بچوں کو جو ایک جگہ جمع تھے ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے۔

مسجد المہدی کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب

آج ’’مسجد المہدی‘‘ کے افتتاح کے حوالہ سے مسجد کے قریب ہی ایک Oskar-Maria-Graf

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں